INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد: ۲۷ | ۴ تا ۱۰/ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ اپریل ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۱۴

اچھے حکمران کے اوصاف

ایک تاریخ اور اہم فیصلہ

تحفظ ناموس رسالت

حقوق العباد کی پاسداری

مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئیاں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http//WWW.khatme-nubuwwat.org
http://WWW.khatme-nubuwwat.com

این آئی ٹی یونٹ پر زکوٰۃ

محمد علی، کراچی

س:......سوال یہ ہے کہ منافع کی رقم جو آئندہ ملنے والے منافع کی مدت تک مجھے اپنے اخراجات میں لانی ہے اس پر زکوٰۃ دینی ہے کہ نہیں؟ کیا مجھے موجودہ مالیت جس میں سے حکومت جو اصل رقم پر زکوٰۃ کاٹ چکی ہے باقی پر زکوٰۃ دینی ہے یا نہیں؟

ج:......پہلی بات تو یہ دیکھنے کی ہے کہ این آئی ٹی یونٹ کا آج کل کاروبار صحیح ہے یا نہیں؟ ہمارے اکابر علماء اور مفتیان کی رائے یہ ہے کہ کسی زمانہ میں این آئی ٹی والوں کا کام شرعی تھا اور اس میں سرمایہ لگانا بھی صحیح تھا، مگر اب چونکہ ان کا معاملہ غیر سودی نہیں رہا، اس لئے اس میں رقم لگانا بھی صحیح نہیں، بہرحال آپ کی رقم اخراجات نکالنے کے بعد سال بعد جو بچتی ہے، اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور جو رقم درمیان سال میں آنے پر خرچ کرلی اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، اور جو رقم ابھی خرچ نہیں کی اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

مستقل سکونت اور نماز قصر

رب نواز بلوچ

س:......ہم لوگ پنجاب کے ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں، میرے ابا جان کراچی میں ملازمت کرتے ہیں، اس لئے ہم نے فی الحال کراچی کی رہائش اختیار کررکھی ہے، کبھی کبھار دو تین سال بعد ہم لوگ گاؤں کا چکر لگاتے ہیں، وہاں نہ تو ہمارا کوئی مکان ہے اور نہ ہی کوئی سازو سامان ہے، البتہ ابا جان کی کچھ زمین اپنے گاؤں میں ہے، جب کبھی ہم گاؤں جاتے ہیں تو دادا جان کے گھر میں ہمارے لئے ایک کمرہ خالی کردیا جاتا ہے، جس پر بعد میں دوسرے قبضہ جمالیتے ہیں یعنی وہ بھی ہماری ملکیت میں نہیں، پوچھنا یہ تھا کہ ایسے میں اگر ہم اپنے گاؤں میں پندرہ دن سے کم رہنے کے لئے جائیں تو نماز قصر پڑھیں گے یا پھر پوری نماز پڑھنی ہوگی۔

ج:......اگر آپ حضرات نے اس گاؤں سے پکی ہجرت کرلی ہے اور وہاں سے مستقل سکونت ختم کردی ہے تو آپ وہاں مسافر ہوں گے اور اگر آپ کا واپسی کا ارادہ ہے تو آپ مقیم ہیں۔

س:......کچھ عرصہ پہلے ہم اپنے گاؤں میں پندرہ دن سے کم رہنے کے لئے گئے اور ہم نے وہاں نماز قصر ادا کی، کیا ہمارا یہ عمل درست تھا؟ اگر درست نہیں تو کیا ہمیں نمازیں دوبارہ پوری پڑھنا ہوں گی، پلیز ہمارا یہ مسئلہ حل کریں ہم بہت پریشان ہیں۔

ج:......آپ کی نیت کیا ہے؟ پہلے وہ واضح کریں۔

س:......قضا العمری ادا کرتے وقت کیا یہ ضروری ہے کہ ہر قضا نماز کو اسی وقت کی نماز کے ساتھ ادا کیا جائے مثلاً اگر فجر کی قضا نماز ادا کررہے ہیں تو کیا لازمی ہے کہ فجر کی نماز کے ساتھ ہی ادا کریں یا دوسرے اوقات میں بھی ادا کرسکتے ہیں؟

ج:......نہیں کوئی ضروری نہیں، جب وقت مل جائے کسی وقت کی کوئی بھی نماز قضا کی جاسکتی ہے۔

س:......اگر مسلسل دانتوں سے خون نکلتا رہے اور رکنے کا نام ہی نہ لے اور ادھر سے نماز کا وقت بھی تنگ پڑ جائے تو کیا وضو کرکے نماز ادا کرلی جائے یا جب تک خون نہ رکے وضو نہ کریں؟

ج:......خون رکنے کا انتظار کیا جائے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد:۲۷ ۴ تا ۱۰/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵/اپریل ۲۰۰۸ء شمارہ:۱۴

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سیّد محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

عبداللطیف طاہر — مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

محبت رسول کے تقاضے	۳	اداریہ
درس حدیث	۶	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
تحفظ ناموس رسالت!.....	۷	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
اچھے حکمراں کے اوصاف	۱۱	پروفیسر حفصہ گل اعزاز
حقوق العباد کی پاسداری	۱۲	عطاء الرحمن
افضلیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸	مولانا شاہ مسیح اللہ
مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئیاں	۱۹	مولانا محمد عثمان منصور پوری
بزمِ اطفال	۲۲	مولانا قاضی احسان احمد
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

• چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

Hazori Bagh Road Multan

Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محبتِ رسول کے تقاضے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

ابتدائے اسلام سے کفار ومشرکین اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف اپنے بغض وعداوت کا اظہار کرتے آئے ہیں، شمع اسلام کو گل کرنے کی حتی المقدور کوششیں کیں۔ مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ دشمنانِ اسلام کی ان تمام مخالفت ومخاصمت اور ریشہ دوانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثاروں کو فتح ونصرت سے ہمکنار فرمایا اور اسلام نہایت سرعت سے چاردانگ عالم میں پھیل گیا۔

بایں ہمہ یہود ونصاریٰ اپنے مذموم مشن سے دستبردار نہ ہوئے بلکہ ہر دور میں ان کی کوشش رہی کہ امتِ مسلمہ کا رشتہ ان کے نبی ورسولؐ سے منقطع کردیا جائے۔ قریباً ایک صدی قبل برصغیر میں انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹی نبوت کا غلیظ ٹوپ پہنا کر نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل لا کھڑا کیا، جس نے جہاد کا انکار کرکے مسلمانوں کے قلوب سے جذبۂ جہاد نکالنے کی مذموم کوشش کی اور اپنی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیا۔ علمائے امت نے اس کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرکے اس زہریلے ناگ سے مسلم امہ کو آگاہ کیا۔

یہ دور میڈیا کا دور کہلاتا ہے، اخبارات ورسائل، الیکٹرونک میڈیا اور انٹرنیٹ کی سہولتوں نے پوری دنیا کو گلوبل ویلج کی حیثیت دے دی ہے۔ مسلم وغیر مسلم اقوام کے کردار وافعال اب کسی سے پوشیدہ نہیں، چونکہ میڈیا پر زیادہ تر تسلط یہود ونصاریٰ کا ہے، اس لئے وہ مسلمانوں کی دل آزاری کے مواقع تلاش کرتے رہتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی خواہش وتمنا ہے کہ مسلمان بھی دین ومذہب کے معاملہ میں ہمارے ہمنوا اور ہم نوالہ وہم پیالہ ہوجائیں۔ دین ومذہب فرد کا انفرادی معاملہ قرار پائے۔

توہینِ رسالت کے واقعات کی حوصلہ افزائی، سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے ملحدوں کی سرپرستی، توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے ذمہ داروں کی حمایت کرنا، عظمت قرآن کے خلاف فلم بنانے والوں کی پیٹھ ٹھونکنا، اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں کی توہین کرنے والوں کا محاسبہ نہ کرنا اور مسلمانوں کی برگزیدہ ہستیوں

کی توہین وتنقیص کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں کو ذہنی طور پر تاراج کرنا ہے۔ ان تمام شرمناکیوں کی غرض وغایت صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب واذہان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت کھرچ کھرچ کر نکال دی جائے۔ حالانکہ یہود ونصاریٰ اور ان کے گماشتوں کی یہ خام خیالی ہے کہ عاشقانِ رسول اور فدایانِ ختم نبوت کے دلوں سے ان کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، عقیدت، عظمت، رفعت اور عشق کو کم کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کو اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''

صرف یہی نہیں بلکہ سرورِ کونین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت اور آپ کی اتباع دراصل محبوبیت الٰہی کا آسان اور سہل ترین راستہ ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم ذنوبکم۔'' (آل عمران:۳۱)

ترجمہ:...... ''کہہ دیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو تا کہ تم سے اللہ تعالیٰ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔''

صحابہ کرامؓ نے حبیب کبریا، آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے جس والہانہ عشق ومحبت کا ثبوت دیا، تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین مکہ کا نمائندہ عروہ بن مسعود ثقفی مذاکرات کے لئے آیا، واپس جاکر اس نے صحابہ کرامؓ کے حالات و واقعات، جذبۂ جاں نثاری کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا:

''اے قوم! اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے ہاں گیا ہوں، قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی گیا ہوں۔ واللہ! میں نے کبھی کوئی بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے ہمنشیں اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! وہ کبھی تھوکتے ہیں تو وہ ان میں سے کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ پر گرتا ہے اور وہ اپنے منہ اور ہاتھ اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ انہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً اس کی تعمیل کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں گویا آپس میں لڑ پڑیں گے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو اپنی آواز نہایت پست رکھتے ہیں اور اس کی تعظیم کی بنا پر اس کی طرف نظر بھر کر دیکھتے تک نہیں۔''

صحابہ کرامؓ نے ناموسِ رسالت کی حفاظت اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھی۔ تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والے دریدہ دہن اور بدباطن کی بیخ کنی سے غافل نہیں رہے۔ عبداللہ بن خطل جیسا شاتمِ رسول غلافِ کعبہ سے لپٹا ہونے کے باوجود محفوظ نہ رہا۔ کعب بن اشرف، ابورافع سلام بن ابی الحقیق اور ابن شیبہ جیسے خبیث یہودیوں کا انجام تاریخ کے صفحات میں رقم ہے۔ دریدہ دہن شاعر ابوعفک، شاعرہ عصماء اور حویرث بن نقید کا انجام بد بھی تاریخ کا حصہ ہے۔

چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود مسلمانانِ عالم کے قلوب آج بھی حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت سے سرشار ہیں۔ اعمال و افعال میں کمزوریاں اپنی جگہ، مگر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لئے گردنیں پیش کرنے والے غازی علم الدین شہیدؒ، عبدالقیوم شہیدؒ اور عامر چیمہ شہیدؒ درخشاں مثالیں مشعل راہ ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

درسِ حدیث

کھانے کے آداب واحکام

اگر لقمہ گر جائے تو صاف کر کے کھالیا جائے

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی سے لقمہ گر جائے، تو (اسے اٹھا کر اس سے مٹی، تنکے وغیرہ کو ہٹادے اور) صاف کر کے اس کو کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ کھانے کے برتن کو خوب صاف کیا کریں، اور ارشاد فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۳)

گزشتہ احادیث میں جن تین آداب کا ذکر آیا تھا، اس حدیث پاک میں ان تینوں کا یکجا ذکر فرمایا گیا ہے، اور اس میں ایک چوتھا ادب مزید بیان فرمایا ہے، یعنی کھانے کے برتن کو خوب صاف کرنا، اور اس ارشاد کی حکمت وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی، یعنی ''تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے'' اس لئے برتن کو یہ سمجھ کر صاف کیا جائے کہ ممکن ہے اس کھانے کی برکت اسی حصے میں ہو جو برتن میں لگا رہ گیا ہے، اس لئے اس کو نعمت خداوندی سمجھ کر قدر شناسی کے ساتھ صاف کیا جائے اور اس کو ضائع کر کے نعمت کی ناقدری نہ کی جائے۔

''حضرت نبیشۃ الخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص کسی برتن میں کھائے، پھر اس کو خوب صاف کردے تو اس کے لئے برتن مغفرت کی دعا کرتا ہے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۳)

برتن کا اس شخص کے لئے دعا کرنا حقیقی معنی پر محمول ہے، یا اس کے مجازی معنی مراد ہیں؟ علامہ طیبی رحمہ اللہ، حافظ فضل اللہ تورپشتی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ برتن کا استغفار کرنا اس سے عبارت ہے کہ کھانے والے کا یہ عمل اس کے متواضع ہونے اور کبر سے مبرا ہونے کی علامت ہے اور یہ چیز اس کے لئے موجب مغفرت ہے، چونکہ برتن اس کے لئے بمنزلہ سبب کے بنا، اس لئے مغفرت کو اس کی طرف منسوب فرمایا گیا، گویا برتن اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ (حاشیہ ترمذی)

لیکن اگر اس کو حقیقی معنی پر محمول کیا جائے تب بھی بعید نہیں، قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ: ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتی ہے، مگر تم لوگ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے:

''اور ہم لوگ کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے جبکہ وہ کھایا جاتا تھا۔'' (مشکوٰۃ)

پس اگر ہر چیز کے تسبیح وتحمید کرنے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنے کانوں سے کھانے کی تسبیح سننا محلِ اشکال نہیں، تو کھانے کے برتن کا کھانے والے کے لئے استغفار کرنا کیونکر محلِ اشکال ہو سکتا ہے؟ حضرت رُومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خاک وباد وآب وآتش بندہ اند
بامن وتو مردہ، باحق زندہ اند

لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ اس قسم کی احادیث اپنے حقیقی معنی پر محمول ہیں، چنانچہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ، حافظ عراقی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے کھانے کے برتن میں تمیز اور نطق پیدا فرمادیا ہے، جس کے ذریعے وہ دعائے مغفرت کرتا ہے اور ایک روایت میں کھانے کے برتن کی یہ دُعا نقل کی ہے:

''اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ سے بچائے، جیسا کہ تو نے مجھے شیطان سے بچایا۔''

مشکوٰۃ شریف (ص:۳۶۸) میں رزین کے حوالے سے اس حدیث کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

''اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ سے آزاد کرے، جیسا کہ تو نے مجھے شیطان سے آزاد کر دیا۔''

☆☆.........☆☆

شانِ صدیق اکبرؓ

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے ہر کسی کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے، سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کہ بیشک ہمارے اوپر اس کا احسان باقی ہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت میں عطا فرمائیں گے اور ہمیں کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا، جتنا نفع حضرت ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا، اگر میں کسی کو خاص دوست بناتا تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتا۔ آگاہ رہو تمہارے نبیؐ کے خاص دوست اللہ تعالیٰ ہیں۔'' (ترمذی، ص:۲۰۷)

''رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قوم کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ ان میں ابوبکرؓ موجود ہوں اور ان کی امامت ابوبکرؓ کا غیر کرائے۔'' (ترمذی، ص:۲۰۸)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ
ضبط و ترتیب: مولانا عبدالمنعم

تحفظ ناموسِ رسالت

ایک نازک اور اہم ذمہ داری

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ

و نؤمن بہ و نتوکل علیہ ...... الخ

حضرات علماء کرام، معزز مہمانانِ گرامی اور قابلِ احترام حاضرین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سید الاولین والآخرین سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے سلسلے میں مسلمانوں پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ ان پر غور وفکر کرنے اور ان کے مطابق اپنا لائحہ عمل طے کرنے کے لئے آج کا یہ مبارک مذاکرہ منعقد ہوا ہے، حالات کے جس پس منظر میں یہ مبارک مذاکرہ منعقد ہوا ہے، اس سے ہر مسلمان واقف ہے اور اس وقت پورے عالم اسلام میں، مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک، پوری مسلم دنیا میں ان دریدہ دہن اور بدباطن افراد کی حرکت کے خلاف اضطراب، غم و غصے اور احتجاج کی ایک لہر دوڑی ہوئی ہے، جنہوں نے محسنِ انسانیت سرورِ دو عالم سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے اپنی بدباطنی کا ثبوت دیا۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ اپنی اس شرمناک حرکت پر کسی ندامت کا اظہار کرنے کی بجائے اور اس پر معافی مانگنے کی بجائے اپنی اس حرکت کے جواز میں مختلف حیلے بہانے تراشے جا رہے ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ ان بدباطن افراد کے خلاف کوئی کارروائی آزادی اظہار رائے کے منافی ہے اور چونکہ وہ ممالک جنہوں نے اس حرکت کی پشت پناہی کی ہے، اپنے آپ کو جمہوریت کا علمبردار اور آزادی کا منادقرار دیتے ہیں، اس لئے ان کی دلیل یہ ہے کہ ان لوگوں پر کوئی پابندی لگانا اظہار رائے کے اصول کے خلاف ہے۔

یہ مغرب کا عرصے سے ایک وتیرہ رہا ہے کہ اس نے کچھ خوبصورت الفاظ گھڑ لئے ہیں اور ان کو اپنی زندگی کا محور قرار دے کر دنیا بھر میں اپنی معصومیت کا ڈھنڈورا پیٹا ہے، یہ الفاظ ایسے ڈھیلے ڈھالے ہیں کہ ان میں وہ جس معنی کو چاہیں اس ڈھیلے ڈھالے جامے میں داخل کر دیں اور جس چیز کو چاہیں نکال دیں۔ جمہوریت، انسانی حقوق اور پُر امن بقائے باہمی .... یہ سارے وہ الفاظ ہیں، جن کا دن رات راگ الاپا جاتا ہے لیکن اگر ان کی تہہ میں عملی کارروائیوں کو دیکھا جائے تو سوائے اس کے اس کا کوئی مطلب نہیں نکلتا کہ یہ الفاظ جب تک ہمارے سیاسی اور ہمارے ذاتی مفادات کی خدمت کریں اس وقت تو ان کا تحفظ اور ان کا احترام لازمی ہے، لیکن جب ان ہی سے کوئی ہمارے مفادات سے ٹکرا جائے تو نہ آزادی اظہار باقی رہتی ہے نہ انسانی حقوق اور نہ پُر امن بقائے باہمی۔

ہم عرصے سے یہ کھیل دیکھتے چلے آ رہے ہیں اور انہوں نے یہ خوبصورت الفاظ دنیا کو دھوکا دینے کے لئے گھڑے ہوئے ہیں۔ یہ آزادی اظہار رائے جس کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اور جس کے پردے میں وہ شرمناک گستاخی کی جا رہی ہے کہ جس کے مقابل اس روئے زمین پر کسی اور گستاخی کا تصور نہیں کیا جا سکتا..... اس کا حال یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہوں گے کہ یورپ اور دیگر متعدد ممالک میں یہ قانون نافذ ہے کہ یہودیوں کے ہولوکاسٹ کے خلاف اگر کوئی تاریخی تحقیق بھی کرنا چاہے تو اسے اس کی اجازت نہیں ہے اور قانون اسے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ ان حالات کی کھود کرید میں پڑے کہ یہودیوں کو جرمنی سے جب نکالا گیا تھا تو کتنے افراد واقعتاً قتل ہوئے تھے اور کتنے قتل نہیں ہوئے؟ اگر کوئی شخص علمی بنیاد پر یہ تاریخی تحقیق کرنا چاہے تو یہ قانوناً جرم ہے اور پھر بھی یہی کہا جاتا ہے کہ آزادی اظہار رائے ہے۔

مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے کہ جب پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو ان کی طرف سے پوری مغربی دنیا میں یہ فریاد کی جاری تھی کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے، آزادی اظہار رائے کے اوپر پاکستان میں پابندی عائد کی جا رہی ہے، ان ہی دنوں میں ایک دن، میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا، مغرب کے بعد گھر کی گھنٹی بجی، باہر نکل کر دیکھا تو ہماری پاکستان کی وزارت خارجہ کے ایک ذمہ دار افسر پیرس سے ایمنسٹی انٹرنیشنل جو کہ ایک ادارہ ہے، اس کے ایک ڈائریکٹر کو لے کر تشریف لائے اور عجیب بات یہ تھی کہ کسی سابق اجازت کے بغیر یہ حضرات تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ ہم آپ کا انٹرویو کرنا چاہتے ہیں، میں نے پوچھا کہ کس موضوع پر آپ انٹرویو کرنا چاہتے ہیں؟ تو کہنے لگے کہ مجھے پیرس سے اس مشن پر بھیجا گیا ہے کہ میں جنوبی ایشیا کے لوگوں کا سروے کروں کہ ان کے ذہن میں آزادی اظہار رائے کا کیا تصور ہے اور آزادی اظہار رائے کے بارے میں وہ کیا موقف رکھتے ہیں؟ انہوں نے پہلے مجھ سے معذرت کی تھی کہ ہم آپ سے وقت طے کئے بغیر

آ گئے ہیں، مجھے یہ اندازہ ہوا کہ وہ بہت مختصر وقت کے لئے آئے ہیں کہ وہ پہلے وقت بھی نہیں لے سکے، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کب تشریف لائے؟ تو کہنے لگے کہ میں کل کراچی پہنچا ہوں، پھر میں نے پوچھا کہ اب آگے آپ کا کیا پروگرام ہے؟ تو کہنے لگے کہ کل مجھے اسلام آباد جانا ہے اور دو دن وہاں رہ کر پھر میں نئی دہلی جاؤں گا اور نئی دہلی سے پھر مجھے کوالالمپور جانا ہے، میں نے کہا کل دورہ کتنے دنوں کا ہے؟ کہنے لگے: ایک ہفتے میں یہ دورہ مکمل ہوگا تو میں نے کہا کہ کراچی میں جو آپ دو دن رہے، کل سے اب تک رہے تو ذرا یہ فرمائیے کہ کتنے لوگوں کا انٹرویو آپ نے لیا؟ کہنے لگے کہ پانچ آدمیوں کا انٹرویو لے چکا ہوں، چھٹے آپ ہیں۔ تو میں نے کہا کہ کیا ان چھ آدمیوں کا انٹرویو لے کر آپ نے پورے کراچی کا سروے مکمل کر لیا اور جو کل آپ اسلام آباد جا رہے ہیں تو ایک دن یا دو دن رہ کر پانچ چھ آدمیوں کا سروے وہاں کر لیں گے اور اس کے بعد پھر دہلی اور کوالالمپور جائیں گے اور ایک ہفتے کے اندر یہ سروے مکمل کر کے آپ اپنی کوئی رپورٹ مرتب کر دیں گے تو فرمائیے کہ یہ سروے کیا واقعی کوئی سنجیدہ سروے ہے جو اتنی مدت میں کیا جائے؟ کہنے لگے میں مجبور ہوں، مجھے اتنا ہی وقت دیا گیا ہے اور وقت کی کمی کے باعث میں اس سے زیادہ لوگوں سے ملاقات نہیں کر سکتا، اس لئے انہی افراد سے انٹرویو کر کے میں اپنا سروے مکمل کروں گا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس اتنا ہی کم وقت تھا کہ آپ پانچ چھ افراد سے زیادہ کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے تھے تو آپ کو کس ڈاکٹر نے مشورہ دیا تھا کہ سروے کریں؟ اگر سروے کرنا ہی تھا تو اس کے لئے وقت نکالتے، لیکن اگر آپ تھوڑے سے وقت میں چند افراد کی بات سن کر اور پورے جنوبی ایشیاء کی طرف آپ ایک نقطہ نظر کو منسوب کرنے والے ہیں تو معاف کیجئے اس غیر سنجیدہ سروے میں، میں پارٹی بننے کو تیار نہیں، لہٰذا میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا، آپ میرے مہمان ہیں، بیشک چائے پیجئے، میں آپ کی خاطر تواضع کروں گا لیکن جہاں تک انٹرویو کا تعلق ہے تو میں آپ کو کوئی انٹرویو نہیں دوں گا۔

ہمارے ملک کی وزارت خارجہ کے افسر جوان کے ساتھ تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ جناب دیکھئے یہ صاحب بہت دور سے آئے ہیں، کم از کم کچھ تو آپ ان کی رعایت کر لیجئے، میں نے کہا کہ مہمان کی حیثیت سے رعایت یہ ہے کہ چائے پئیں میرے پاس.... لیکن جہاں تک معاملے کی بات ہے تو میں ایسے غیر سنجیدہ سروے میں حصہ لینے کے لئے تیار نہیں ہوں، جس کا مقصد دنیا کو دھوکا دینا ہو کہ میں پورے جنوبی ایشیاء کا سروے کر کے آیا ہوں اور سارے جنوبی ایشیاء کے سر پر ایک موقف تھوپ دیا جائے یا مجھے بتا دیں کہ میری بات غلط ہے مجھے سمجھا دیں کہ اتنے دنوں میں سروے ہوسکتا ہے؟ ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ انہوں نے کہا: بات تو آپ کی ٹھیک ہے لیکن میں آپ سے محض التماس کرتا ہوں کہ میں بہت دور سے آیا ہوں تو کچھ تو میری باتوں کا جواب دیدیں، میں نے کہا: آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ آخر چونکہ ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا، خاموش ہو کے بیٹھ گئے تو میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک سوال آپ سے کرلوں؟ وہ کہنے لگے کہ میں تو آپ سے سوال کرنے آیا تھا، آپ الٹا مجھ سے سوال کرنے لگے، میں نے کہا: میں تو آپ سے اجازت مانگ رہا ہوں، اگر آپ اجازت دیں گے تو سوال کروں گا اور اگر اجازت نہیں دیں گے تو سوال نہیں کروں گا، انہوں نے کہا: اچھا سوال کیجئے، میں نے کہا: میرا سوال یہ ہے کہ آپ آزادیٔ اظہار رائے کے بارے میں ایک تحقیق کرنے کے لئے نکلے ہیں اور آپ کے ادارے نے اس آزادیٔ اظہار رائے کو اپنا موٹو بنایا ہوا ہے، آپ یہ بتائیے کہ آپ کے خیال میں آزادی اظہار رائے بالکل ابسلوٹ (مطلق) ہے، اس کے اوپر کوئی شرط، کوئی قید، کوئی پابندی نہیں یا یہ کہ اس کے اوپر کوئی شرائط اور پابندیاں عائد ہوسکتی ہیں؟ کہنے لگے کہ میں مطلب نہیں سمجھا۔

تو میں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اگر ایک شخص یہ کہے کہ جتنے بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں ان سب نے قوم کی دولت کو لوٹا ہے، لہٰذا میں لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کی تجوریوں پر، ان لوگوں کے خزانوں پر، ان کے بینک بیلنس پر ڈاکے ڈالیں اور پیسے اکٹھے کر کے غریبوں کی مدد کریں تو بتائیے کیا اس بات کی آپ اجازت دیں گے؟ آپ اس ایکسپریشن (اظہار تاثر) کی فریڈم (آزادی) کے بھی قائل ہیں کہ اس کی بھی آزادی ملنی چاہئے کہ لوگ ڈاکے ڈالنے کی دعوت دیدیں جبکہ مقصد ان کا نیک ہو کہ غریبوں کی امداد کی جائے؟ کہنے لگے نہیں، اس کی تو اجازت نہیں ہوسکتی، میں نے کہا کہ اگر اس کی اجازت نہیں ہوسکتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فریڈم آف ایکسپریشن (اظہار آزادی) یہ بالکل ابسلوٹ چیز نہیں ہے۔ مطلق چیز نہیں ہے کہ اس کے اوپر کوئی پابندی عائد نہ ہو، کہنے لگے ہاں، کچھ نہ کچھ تو پابندیاں عائد ہوں گی، تو میں نے کہا کہ بتائیے وہ پابندیاں کیا ہیں اور کون مقرر کرے گا؟ کس کے پاس یہ اتھارٹی ہے کہ وہ یہ پابندیاں عائد کرے کہ فریڈم آف ایکسپریشن (اظہار آزادی) پر یہ پابندی ہونی چاہئے اور یہ پابندی نہیں ہونی چاہئے، اگر آپ کے ادارے نے اس کے بارے میں کوئی تحقیق کی ہو تو براہ کرم مجھے اس سے مطلع فرمائیں۔

کہنے لگے: اس سے پہلے ہم نے اس موضوع

پر سوچا نہیں ہے اور اگر ہمارے ادارے میں اس پر کوئی کام ہوا ہوگا تو ہم آپ کو مطلع کریں گے، میں نے کہا: آپ ضرور مطلع کریں، لیکن میں آپ سے یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب زندگی بھر نہیں دے سکتے کہ آخر آزادی اظہار رائے پر پابندی کس قسم کی ہو سکتی ہے اور کون سی اتھارٹی ہے جو یہ طے کرے کہ کون سی پابندی معقول ہے اور جائز ہے اور کون سی پابندی ناجائز ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ آج انسانوں کا ایک گروہ یہ کہے گا کہ فلاں پابندی نہیں ہونی چاہئے، دوسرا گروہ کہے گا کہ فلاں پابندی ہونی چاہئے اور متفقہ بنیاد انسانوں کے درمیان فراہم ہونا تقریباً ناممکن ہے، اس کا تو ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ جس ذات نے اظہار رائے کی طاقت انسان کی زبان کو اور قلم کو عطا کی ہے، اسی ذات سے پوچھا جائے کہ کون سی آزادی اے اللہ! تیرے نزدیک جائز ہے اور کون سی آزادی اظہار رائے تیرے نزدیک ناجائز ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے آگے سر نہیں جھکایا جائے گا اور اللہ کے پیغمبر جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر سر نہیں رکھا جائے گا تو کوئی بھی شخص اس کا کوئی معیار اور اس کی کوئی بنیاد فراہم نہیں کر سکتا، چنانچہ آج اس واقعے کو کئی سال گزر گئے ہیں، وہ دن ہے اور آج کا دن ہے، آج تک پلٹ کر انہوں نے اس سوال کا جواب دینے کی یا اس کے بارے میں کوئی وضاحت کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی، اس لئے کہ ان کے پاس کوئی جواب تھا ہی نہیں۔

تو یہ سارے الفاظ آزادی اظہار رائے پرامن بقائے باہمی اور انسانی حقوق یہ اس وقت تک ہیں، جب تک کہ اپنے مفادات کو یہ سرو کر رہے ہوں، وہی انسانی حقوق کے علمبردار جب افغانستان اور عراق پر بمباری کرتے ہیں بے گناہ بچوں اور عورتوں کو شہید کرتے ہیں تو کوئی انسانی حقوق کی بات ان کے دماغ میں نہیں آتی اور وہی لوگ جو آزادی اظہار رائے اور انسان کی آزادی کے قائل تھے آج یہ قانون بنا رہے ہیں کہ جس پر چاہو حملہ کر دو، جب چاہو حملہ کر دو، جس سرحد کو چاہو پار کر لو، تو ان بہانوں کے ذریعے آخر کب تک انسانیت کو دھوکا دیا جائے گا۔

نبی کریم سرور دو عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم تو یہ ہے کہ یہ دریدہ دہن ہزار بدزبانیاں کیا کریں لیکن نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلال میں ان کی بدباطنی سے ذرہ برابر کوئی کمی نہیں آتی، جب تک اس کائنات کے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمرانی قائم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و تقدیس کے گیت گائے جاتے رہیں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود قرآن کریم میں فرمایا کہ جو لوگ تمہارا مذاق اڑاتے ہیں، ہم ان کے لئے کافی ہیں، ان کی سازشوں کے برخلاف قرآن کریم نے خود فرمایا: "ورفعنالک ذکرک" کہ ہم نے آپ کے تذکرے کو بلند مقام عطا کیا ہے، لہٰذا ہزار یہ بدباطنیاں کیا کریں، لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان میں اس سے کوئی فرق نہیں آتا، ہاں! ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ جب بھی ایسی گستاخی کی جائے تو اس پر مسلمان اپنے رد عمل کا اظہار کرے اور اس کا اصل رد عمل تو وہ ہے جو ہماری تاریخ میں غازی علم الدین شہیدؒ نے کر کے دکھایا، اصل رد عمل تو وہ تھا اور ہماری تاریخ بہت سے غازی علم الدین شہید جیسے لوگوں سے بھری ہوئی ہے، لیکن ہم یہاں دور بیٹھ کر کیا کر سکتے ہیں، اس کے بارے میں الحمدللہ! اس مذاکرے کے اندر بہت سی تجاویز آپ حضرات کے سامنے آئی ہیں، ہمیں قومی سطح پر بھی اور بین الاقوامی سطح پر بھی اس بدباطنی کے خلاف احتجاج کو قوت کے ساتھ جاری رکھنا ہے اور یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین ہونی چاہئے کہ یہ مغربی طاقتیں جیسے لفظوں میں اگر میں لفظ استعمال کروں تو ہماری اردو زبان کا محاورہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ جوتے کے آشنا ہیں یعنی جب تک ان کے اوپر دباؤ نہیں پڑے گا اس وقت تک ان کی عقل ٹھکانے نہیں آ سکتی اور ہمارے پاس اس وقت دباؤ ڈالنے کا بہترین طریقہ یہ ہے جس کی طرف آج صبح ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی صاحب اشارہ کر رہے تھے کہ ہم ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں اور جس دن ان کو اپنی تجارت میں خسارہ نظر آئے گا اس دن یہ آزادی اظہار رائے کے سارے خواب بکھر جائیں گے، اس لئے مسلمانوں سے ہمیں اس مذاکرے کے ذریعے یہ اپیل کرنی چاہئے کہ حکومت بائیکاٹ کرے کہ نہ کرے، لیکن مسلمان اس بات کا تہیہ اور عہد کریں کہ جن ممالک میں یہ گستاخی کی گئی ہے ان ممالک کی مصنوعات کی خرید و فروخت ہم بند کر دیں۔ جو امپورٹر ہیں وہ امپورٹ کرنا بند کر دیں، جو تاجر ہیں ان کی مصنوعات کو فروخت کرنا بند کریں اور جو صارفین ہیں وہ ان کو خریدنا بند کر دیں، جس وقت یہ مسئلہ اٹھا ابھی تک پاکستان میں اتنی شدت سے نہیں اٹھا تھا لیکن بہت سے عرب ممالک میں اٹھ چکا تھا، میں اس وقت سعودی عرب میں تھا اور یہ منظر میری آنکھوں نے دیکھا کہ حکومت کی طرف سے کوئی باضابطہ اعلان نہیں ہوا تھا کہ عوام ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں، لیکن وہاں کی بڑی بڑی سپر مارکیٹوں نے اپنے ہاں یہ بورڈ لگائے ہوئے تھے کہ ہمارے ہاں کوئی شخص ڈنمارک کی کوئی چیز خریدنے کے لئے نہ آئے اور صرف یہی نہیں کہ جتنا اسٹاک پہلے سے موجود ہے پہلے وہ بیچ دیں اور اس کے بعد پھر بائیکاٹ کریں، بلکہ ان کی الماریوں کے شیلف خالی پڑے ہوئے تھے وہاں پر لکھا ہوا تھا کہ ڈنمارک کی مصنوعات اس جگہ ہوا کرتی تھیں، ہم نے سب نکال کر باہر پھینک دی ہیں، عوام نے یہ سلسلہ شروع کیا اور جب صرف اس معمولی پیمانے پر چند ملکوں میں یہ کام ہوا تو آپ نے دیکھا کہ کچھ نہ کچھ حرکت شروع ہوگئی اور یہ کہا گیا کہ ہماری مصنوعات کا بائیکاٹ ہو رہا ہے، ہمیں نقصان پہنچ رہا ہے۔

میرے بھائیو اور دوستو! ہمارا سب سے پہلا

اور سب سے ادنیٰ درجے کا نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ثبوت کم از کم یہ تو ہو کہ اگر ہم ڈنمارک کا مکھن کھایا کرتے تھے تو کیا ہمیں وہ مکھن زیادہ عزیز ہے یا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور حرمت زیادہ عزیز ہے؟ اگر ہم ان کی اور کوئی مصنوعات استعمال کیا کرتے تھے تو اس کا استعمال کرنا بند کریں اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ ان مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں، بین الاقوامی سطح پر حکومت کا یہ فریضہ ہے اور کل صدر مملکت سے ہم لوگوں کی جو ملاقات ہوئی، اس میں بھی ہم لوگوں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ایک ایسا بین الاقوامی قانون منظور کرانے کی کوشش کرنی چاہئے، بین الاقوامی سطح پر کہ نہ صرف سرور دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام پیغمبر انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی ممنوع ہو، الحمدللہ! مسلمانوں کے نزدیک سارے انبیاء علیہم السلام برابر ہیں: ”لا نفرق بین احد من رسلہ“ قرآن کا اعلان ہے، لہٰذا کسی بھی نبی کی شان میں کسی بھی قسم کی گستاخی چاہے وہ زبانی ہو، تحریری ہو، تصویر کی شکل میں ہو، اسکیچ کی شکل میں، کسی بھی شکل میں ہو اس کو سخت ترین سزا کا مستوجب قرار دیا جائے اور جب تک یہ نہیں ہوتا مسلمانوں کو اپنا احتجاج جاری رکھنا چاہئے اور یہ بات صحیح نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ بھئی کب تک احتجاج کرتے رہو گے، ارے ہم اس وقت تک احتجاج کرتے رہیں گے جب تک جناب نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کو مکمل تحفظ نہیں دیا جاتا، اس واسطے کہ جب تک یہ احتجاج جاری نہیں رہے گا، اس وقت تک مغربی دنیا پر دباؤ نہیں پڑے گا، لہٰذا بین الاقوامی سطح پر اگر آپ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو وہ موثر اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک یہ احتجاج جاری نہیں رہے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ احتجاج کے لئے بھی جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے، وہاں آپ کی اطاعت بھی ایک مسلمان کا شیوہ ہونی چاہئے، اس احتجاج میں اگر کسی بے گناہ کی جان جاتی ہے، کسی بے گناہ کے مال کو لوٹا جاتا ہے یا اس کو آگ لگائی جاتی ہے تو اس کا کوئی جواز نہ اسلام میں ہے، نہ اخلاق اعتبار سے اس کا کوئی جواز ہے اور یہ جناب نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے کے موقع پر یہ اعلان فرمایا کہ: ”الا ان دمائکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم“ تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبروئیں، تمہارے اوپر حرام ہیں“ کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا“ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ابن ماجہ میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور طواف کرتے کرتے آپؐ نے کعبہ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ”اے بیت اللہ! تیری عظمت اور تیری تقدیس کتنی بڑی ہے“ صحابی کہتے ہیں، میں نے یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے۔ آپ نے دو تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے کہ ”اے بیت اللہ! تیری عظمت تیری تقدیس کتنی بڑی ہے“ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بیت اللہ! تیری عظمت بہت بڑی ہے، لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کی عظمت اور جس کی تقدیس تجھ سے بھی زیادہ ہے اور وہ فرمایا کہ ایک مسلمان کی جان، اس کا مال، اس کی آبرو، اس کی حرمت اور تقدیس، یہ کعبہ سے بھی زیادہ بڑی ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی بے گناہ مسلمان کی جان پر، مال پر، آبرو پر حملہ کرتا ہے تو وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس سے بڑا مجرم ہے جو کعبے کو معاذ اللہ ڈھانے کا ارتکاب کرے، اس سے مکمل اجتناب اور پرہیز کرتے ہوئے ہمیں عوامی طور پر یہ احتجاج جاری رکھنا چاہئے۔

گستاخ ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے اور بین الاقوامی سطح پر اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ کسی طرح سے ساری دنیا میں اس بات کو تسلیم کرلیا جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ادنیٰ توہین قابل تعزیر اور سخت ترین سزا کی مستوجب قرار پائے۔

یہ چند گزارشات تھیں جن کے ساتھ میں آپ حضرات سے اجازت چاہتا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنی رحمت سے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت کا وہ حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے وکیل ختم نبوت جناب امام بخش بلوچ کی اہلیہ محترمہ کا پچھلے دنوں انتقال ہوگیا ہے۔ ان کی نماز جنازہ امیر صوبہ سندھ حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب نے پڑھائی، جس میں جماعت کے مقامی ساتھیوں کے علاوہ عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی عبدالقیوم دین پوری، منظور احمد میو ایڈووکیٹ، محمد انور رانا، سیّد انوار الحسن اور دیگر کارکنان نے مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا کی۔ قارئین ختم نبوت سے بھی دعا کی استدعا ہے۔

پروفیسر عفت گل اعزاز، اسلام آباد

اچھے حکمراں کے اوصاف

پاکستان ہمارا پیارا ملک، ہمارا گھر، ہمارا سائبان اور ہماری پناہ گاہ ہے۔ ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان اسلام کے نام پر اور اس امید کے ساتھ قائم ہوا کہ یہاں اسلامی نظامِ حکومت قائم ہوگا، اسلام جو امن اور سلامتی کا مذہب ہے، جو معاشرے میں عدل وانصاف قائم کرتا ہے جہاں مساوات کے اصول کارفرما ہوں تاکہ ہر فرد کو اس کے حقوق حاصل ہوں، معاشرے میں امن وخوشحالی ہو، یہ تصور کیا گیا تھا کہ وہاں سربراہانِ مملکت، عوام کی بھلائی اور بہتری کے لئے ہمہ وقت سرگرم ہوں گے اور عوام اپنے حکمرانوں کو سرآنکھوں پر بٹھائیں گے اور ان کی محبت کے گن گائیں گے۔

لیکن اب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم سیدھے راستے پر چلنے کے بجائے اس سے بھٹک گئے، نہ یہاں مخلص رہنما میسر آئے اور نہ عوام کی پریشانیاں دور کرنے اور ان کو خوشحال زندگی دینے کے لئے صحیح اقدامات کئے گئے۔

پچھلے کچھ سالوں سے تو عوام کا حال اور بھی خراب تر ہوتا گیا، صاحبانِ اقتدار نے قومی خزانے کو بے دریغ لوٹا، انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے حسب موقع امانت میں خیانت کی، اسراف بے جا کئے، ملک وقوم کے لئے طے کئے سودوں پر کمیشن کھایا اور سرمائے کو بیرونِ ملک بینکوں میں منتقل کرکے ملک کی معیشت کو بُری طرح بگاڑ دیا، انہوں نے جب بددیانتی کی تو ان کی دیکھا دیکھی ان کے ماتحتوں نے بھی خوب خوب بے ایمانی کی اور ہر طرح کے عیش کئے، اپنے اہل وعیال اور حلقۂ احباب پر نوازشوں کی بارش کی اور پھر باہر کے ملکوں میں جا بسے، خود تو باہر نکل گئے اور آزمائشیں، مشکلیں اور محرومیاں، عوام کے لئے چھوڑ گئے، غیر ملکی قرضے کے بوجھ، مہنگائی وہ بھی کمر توڑ، خستہ حال معیشت، بے روزگاری، غربت اور بدامنی! حق تلفی اور لوٹ کھسوٹ!!

جو قرضے ہیں چونکہ سود در سود ہیں، اس لئے وہ بڑھتے ہی چلے جارہے ہیں، روپے کی قدر کم ہوتی چلی جارہی ہے، اعلیٰ تعلیم دن بدن صرف امیر طبقے کے لئے مخصوص ہوتی چلی جارہی ہے، عام آدمی اپنے بچوں کو نہ تو اچھی خوراک دے سکتا ہے، نہ اچھا لباس، نہ تعلیم، علاج معالجہ اور زندگی کی دوسری ضرورتوں کو احسن طریقے سے پورا کرنا ایک خواب بن چکا ہے، برائیاں ہر ادارے میں پنپ رہی ہیں، نااہل لوگوں، سفارشیوں، دھوکہ دینے والے، بددیانتی کرنے والوں کو سب کچھ حاصل ہے، لیکن ایمانداروں اور فرض شناس لوگوں کو کوئی پوچھتا نہیں، ان کے لئے محرومیاں ہیں یا ٹھنڈی آہیں!!

اصلاح احوال کے لئے ہمیں ضرور دیکھنا چاہئے کہ غلطی کہاں پر ہوئی ہے؟ اگر لیڈر صاحبان اچھے اور مخلص ہوتے تو شاید ہماری قوم کو اتنی مشکلات نہ پڑتیں، اچھا لیڈر یا امیر کیسا ہونا چاہئے؟ ایک اچھے امیر یا حکمراں میں کیا خوبیاں ہونی چاہئیں؟ ہمیں زندگی کے ہر معاملے میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی حاصل ہے۔

قرآن پاک میں آیا ہے:

”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ۔“

ترجمہ: ”تحقیق! تمہارے لئے رسولؐ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔“

حضرت عائشہؓ نے فرمایا: حضورؐ کی زندگی، قرآن کی عملی تفسیر ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

”جو سر بسر ہے کلامِ ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے“

اسلامی حکومت میں بحیثیت سربراہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاست، تجارت، معاشرت، معیشت، میدانِ جنگ میں، حالتِ امن میں، گھر کے اندرونی معاملات میں اور گھر سے باہر خوشی میں، غم میں انفرادی زندگی کے ہر شعبے میں اور اجتماعی زندگی کے ہر مرحلے پر رہنمائی کی۔

آپؐ نے انتہائی سادہ زندگی گزاری، انتہائی معمولی غذا اور نہایت سادہ اور معمولی لباس زیب تن فرمایا، آپ کا گھر اس درجہ سادہ تھا کہ اس کی دیواریں مٹی سے بنی تھیں، چھت نیچی تھی جسے کھجور کے پتوں اور ٹہنیوں سے بنایا گیا تھا، دروازے پر ٹاٹ کا پردہ پڑا تھا یا کبھی ایک پٹ کا کواڑ ہوتا، آپ کی چارپائی پر گدا نہ ہوتا اور پشتِ مبارک پر چارپائی کے سخت بانوں کی وجہ سے نشانات پڑ جاتے۔

ایک بار حضرت عمر فاروقؓ آپؐ کے گھر آئے تو دیکھا کہ وہاں بان کی چارپائی رکھی ہے جس پر ایک تکیہ رکھا ہے اور حضورؐ کی کمر مبارک پر چارپائی کے سخت اور کھردرے بانوں کی وجہ سے نشان پڑ گئے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، انہوں نے کہا: قیصر و کسریٰ کا رہن سہن اور ان کی شان و شوکت دیکھئے اور یہاں دونوں جہانوں کے بادشاہ کا یہ حال ہے کہ چارپائی پر ایک گدا بھی میسر نہیں! آپؐ نے فرمایا: ''کیا یہ اچھی بات نہیں کہ ان کے لئے دنیا کی آسائشیں ہیں اور ہمارے لئے آخرت کی نعمتیں!'' حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا: یقیناً ہمارے لئے آخرت ہی بہتر ہے۔

ایک اور موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ؟ میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے نیچے ذرا دیر کو ستانے کے لئے ٹھہر جائے اور پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔

زندگی کا یہ سادہ انداز آپؐ کے لئے بالکل اختیاری تھا، اس لئے کہ آپؐ کے نزدیک دنیاوی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں تھی، ورنہ آپؐ کے لئے کائنات کے کل خزانے موجود تھے، آپؐ کے پاس بے حد و حساب سامان اور دولت کے انبار آتے اور آپؐ انتہائی فراخ دلی سے ان سب کو ضرورت مندوں میں بانٹ دیتے، سارا مال دوسروں کے حوالے کر کے آرام اور سکون کی نیند سو جاتے۔

آپؐ نے مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر میں عام مزدوروں کی طرح کام کیا، آپ گارا ڈھوتے اور پتھر اٹھا کے لاتے، ایک جاں نثار صحابیؓ نے آپ کو یوں کام کرتے دیکھ کر خود پیشکش کی کہ حضورؐ کے حصے کا کام وہ کرنا چاہتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے آپ کو ممتاز کروں!

حضورؐ کی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ گھر کے تمام کام تن تنہا انجام دیتی تھیں، ایک بار انہوں نے سنا کہ مال غنیمت میں کچھ لونڈیاں آئی ہیں، وہ دربار نبوت میں حاضر ہوئیں اور حضورؐ سے گزارش کی کہ کام کاج کے لئے انہیں ایک لونڈی دے دی جائے، تاجدار مدینہؐ نے فرمایا کہ اصحاب صفہ بیت المال کے زیادہ حق دار ہیں، اور حضرت فاطمہؓ کی خواہش پوری نہ ہوئی، آپؐ نے ایک بہترین منصف کی حیثیت سے مال غنیمت کو اپنے خاندان میں تقسیم کرنا پسند نہ فرمایا۔

ایک بار آپؐ کے پاس ایک مقدمہ لایا گیا، جس میں دو فریق شامل تھے، جن میں ایک فریق مسلم تھا اور دوسرا غیر مسلم، آپؐ نے دونوں جانب کی شہادتیں سنیں اور عدل و انصاف کے مطابق فیصلہ غیر مسلم کے حق میں دیا، آپؐ کے اس فیصلے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کے نزدیک اصل اہمیت عدل و انصاف کی تھی، کسی اور چیز کی نہیں۔

نوعمری کے زمانے میں آپؐ نے حلف الفضول پر دستخط کئے، یہ معاہدہ عرب سرداروں کے درمیان طے پایا تھا، جس میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا تھا کہ وہ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد کریں گے، حضورؐ نے اس معاہدے کے بارے میں فرمایا: ''حلف الفضول مجھے سرخ اونٹنیوں سے بڑھ کر ہے!''

غزوۂ بدر کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کی صف بندی فرمائی، آپ کے ہاتھ میں ایک تیلی سے چھڑی تھی، آپؐ نے ایک انصاری کے پیٹ پر چھڑی لگا کر فرمایا کہ برابر ہو جاؤ! انصاری نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے اس چھڑی سے سخت تکلیف ہوئی ہے، آپ پیغمبر عدل و انصاف ہیں، میں تو اس کا بدلہ لوں گا، حضورؐ نے اپنے آپ کو بدلے کے لئے پیش کیا، اور فرمایا کہ وہ اپنا بدلہ لے لے۔ انصاریؓ نے جھٹ حضورؐ کے بطن اطہر کو چوم لیا۔ رحمت للعالمینؐ نے انصاریؓ کو دعا دی، اس عالی مرتبت ہستی کا، ایک عام شخص کے سامنے اپنے آپ کو بدلنے کے لئے پیش کر دینا اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ اپنی ذات کو بھی احتساب سے ماورا نہیں سمجھتے تھے۔

وصال سے کچھ روز قبل آپؐ نے مجمع عام میں اعلان فرمایا: اگر مجھ پر کسی شخص کا قرض ہے یا میں نے اگر کسی کو جان یا مال کا نقصان پہنچایا ہو تو وہ شخص آ کر مجھ سے بدلہ لے لے، سارا مجمع خاموش رہا، البتہ ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا: میرے تین درہم آپ کے ذمے ہیں! حضورؐ نے اسے تین درہم ادا کر دیئے۔

ایک اور شخص نے کہا: ایک بار آپ نے مجھے مارا تھا، میں اپنا بدلہ لینا چاہتا ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا: تم اپنا بدلہ مجھ سے لے لو! تمام صحابہ کرامؓ اور حاضرین بے قرار ہو گئے، مگر حضور کو یہ بات بالکل ناگوار نہ گزری، اس نے کہا: ایسے نہیں، اس وقت میری کمر ننگی تھی، آپؐ نے اپنا کرتا اتار دیا تو اس شخص نے آگے بڑھ کر نہایت عقیدت اور محبت سے حضورؐ کی مہر نبوت کو بوسہ دیا، اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ نے اپنی ذات کو محاسبہ اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیشہ آگے کر دیا۔

حکومتی عہدیدار شاہانہ کروفر چھوڑ کر سادگی اختیار کریں۔ دیانت دار بنیں، منافقت چھوڑ کر سچ بولنا، دیانت داری کرنا اور اپنے عہد کو پورا کرنا سیکھیں تاکہ لوگ ان پر اعتبار کریں، خلوص کے ساتھ قومی ذمہ داریوں کو نبھائیں

فتح مکہ کے موقع پر قریش کے نہایت معزز اور بااثر خاندان بنو مخزوم کی ایک خاتون فاطمہ بنت اسود نے چوری کی اور وہ پکڑی گئی، ان کے خاندان کے لوگ حضرت اسامہ بن زید کے پاس پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ وہ حضورؐ سے فاطمہ کی سفارش کریں تاکہ اسے معاف کر دیا جائے اور سزا نہ دی جائے، وہ لوگ اس بات سے واقف تھے کہ حضرت اسامہ حضورؐ کو بہت عزیز تھے اور وہ ضرور حضرت اسامہؓ کی سفارش قبول کر لیں گے۔

حضرت اسامہؓ نے جب حضورؐ سے فاطمہ کی سفارش کی تو آپؐ نے فرمایا: ”اسامہ! کیا تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ ان سے کتنی بڑی بھول ہوگئی، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے مغفرت طلب فرمایئے!

حضورؐ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: ”تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی معزز یا بڑا شخص جرم کرتا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد قائم کردی جاتی۔“

حضورؐ نے واشگاف انداز میں کہا: ”قسم ہے اس ذات پاک کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔“

خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرہؓ حضورؐ کی لاڈلی بیٹی تھیں، لیکن آپؐ نے ان کے بارے میں صاف بتادیا کہ اگر ان سے بھی کوئی جرم سرزد ہوجاتا تو وہ بھی بجا طور پر سزا کی مستحق ہوتیں، کیونکہ عدل و انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ جو مجرم ہے، اس کے لئے سزا ہے۔

کسی قوم کا امیر یا حکمراں اپنی قوم کا روح رواں ہوتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویؐ امیر کی حیثیت اور اس کی ذمہ داریوں کا احاطہ کرتی ہیں۔

سورۂ نساء میں آیا ہے:

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحبِ امر ہوں۔“

حدیث نبویؐ ہے:

”تمہارے بہترین حکمراں وہ ہیں جو تم سے محبت کریں اور جن سے تم محبت کرو، وہ تمہارے لئے دعا کریں اور تم ان کے لئے دعا کرو، تمہارے بدترین حکمراں وہ ہیں جو تم سے بغض رکھیں اور تم ان سے بغض رکھو، جو تم پر لعنت بھیجیں اور جن پر تم لعنت بھیجو۔“ (مسلم بن عوف بن مالک)

حدیث شریف میں آیا ہے:

”مجھ کو سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز مجھ سے قریب تر امام عادل ہوگا، سب سے زیادہ مبغوض اور سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے دن ظالم امیر ہوگا۔“

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”امانتیں اس کے اہل کے سپرد کرو، یعنی اقتدار اور عہدہ امانت ہے، اسے اس شخص یا اشخاص کے حوالے کرو جو اس کے اہل ہوں۔“

جب ہم الیکشن کے موقع پر ووٹ دے کر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور امیدواروں کے حق میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں تو اس وقت دیانت داری کے ساتھ اس شخص کو ووٹ دینا چاہئے جو ایماندار ہو، لائق ہو اور اس میں کام کرنے کی، ذمہ داری ادا کرنے کی صلاحیت موجود ہو اور وہ ایسا ہو جو فرض شناسی کے ساتھ اپنے کاموں کو انجام دے سکتا ہو۔

قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

”یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اگر اقتدار دیں گے تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔“

یعنی صاحبانِ اقتدار کے یہ فرائض ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق نماز کی ادائیگی، زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیں گے اور نیکی کو فروغ دیں گے اور تمام بُرے کاموں پر پابندی لگائیں گے، ہمارے ہاں پچھلے کچھ عرصے سے حاکم یہ سمجھے جارہے ہیں کہ وہ ملکی خزانوں کے بلاشرکتِ غیرے مالک بن چکے ہیں، اب ملک و قوم کے تمام خزانے گویا اس کی ذاتی ملکیت بن چکے ہیں، اور وہ جس طرح چاہیں انہیں استعمال کریں، جی بھر کے عیش کریں، اپنے تمام اہل وعیال اور دوستوں عزیزوں کو خزانے، عیش وآرام کے سامان، نااہلوں کو بڑے بڑے عہدے بانٹ دیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

”اے میرے بندو! میں نے اپنے لئے اور تمہارے لئے آپس میں ظلم کو حرام کیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔“

ظلم سے بچنے کے لئے معاشرے میں عدل و انصاف کا قائم کیا جانا از بس ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ بن حزام کو یمن کا گورنر بناتے وقت ایک ہدایت نامہ لکھ کر دیا، جس میں یوں درج تھا:

”ہر معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، لوگوں کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے رہنا، حقوق کے بارے میں لوگوں کے ساتھ نرم رہنا اور ظلم کے معاملے میں سختی کرنا، لوگوں کو جنت کی بشارت دینا اور دوزخ میں لے جانے والے اعمال سے ڈرانا، لوگوں کی دلداری کرنا اگر لوگوں میں کوئی جھگڑا اٹھ کھڑا ہوتو اس بات کی نگرانی کرنا کہ قومی اور قبائلی عصبیت کے نعرے بلند نہ ہوں، اگر ایسا ہو تو تلوار سے ان نعرے بلند کرنے والوں کی خبر لینا۔“

حضورؐ نے فرمایا: ”جس بندے کو حق تعالیٰ اپنی رعیت پر حاکم بنائے اور وہ اس کی خیر خواہی کی طرف

توجہ نہ کرے، اس کو جنت کی خوشبو تک نہ ملے گی۔“

ایک اور حدیث میں آیا ہے: ”تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے، مسلمانوں کا حکمراں اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔“

حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے انسان کے بنیادی حقوق کے بارے میں فرمایا: ”لوگو! تمہارے مال اور جانیں، ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور روشن زندگی اور آپؐ کے فرمان کی روشنی میں یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ کسی قوم کے امیر کا صاحب کردار ہونا ضروری ہے، وہ دیانت دار ہو، اپنے فرائض کے بارے میں خوب آگاہ ہو، وہ ملک اور قوم کی بھلائی کے لئے سرگرم ہو، وہ اصول وقوانین میں انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھے، وہ ظلم نہ ہونے دے، ظلم کرنے والوں کے ساتھ سختی سے نمٹے، اپنی رعایا کے لئے مخلص ہوکر بھلائی کے کام کرے، مملکت کے خزانوں کی حفاظت کرے، ملک میں امن وامان قائم کرے، کسی فرد یا فریق کو اجازت یا چھوٹ نہ دے کہ وہ لوگوں کا مال واسباب چھینیں اور دوسروں کو جانی نقصان پہنچائیں، معاشرے میں انصاف اور عدل قائم کیا جائے۔

وہ اپنے لئے عیش وعشرت کے سامان پسند نہ کرے، جو قوانین ملک کی رعایا کے لئے ہیں وہی حکمران کے لئے بھی ہوں، ایسا نہ ہو کہ خود تو وی وی آئی پی یعنی بہت زیادہ اہم شخصیت بن کر ہر معاملے میں عیش کریں اور عوام کو مہنگائی اور محرومی کی دلدلوں میں دھکیلتے چلے جائیں، انہیں عام آدمی کی مشکلات اور مجبوریوں کا اندازہ ہونا چاہئے، تاکہ وہ ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے مثبت اقدامات کرے اور ان اقدامات سے ملک میں خوشحالی آئے اور حالات میں بہتری پیدا ہو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے بعد خلفائے راشدینؓ کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضورؐ کے بعد پہلے خلیفہ مقرر کئے گئے، ان کا انتخاب دوسرے ممتاز صحابہ کرامؓ کی مشاورت کے بعد ہوا، وہ خود اس بات کے خواہشمند نہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت کے دن فرمایا: ”اے لوگو! میں اس جگہ اس لئے مقرر نہیں کیا گیا کہ میں تم سے برتر بن کر رہوں، میری تو خواہش تھی کہ یہ جگہ کوئی اور سنبھالتا، جب تم دیکھو کہ میں سیدھے راستے پر چل رہا ہوں تو میری پیروی کرنا اور جب دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہوگیا ہوں تو مجھے سیدھا کردو۔“

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کا دور اسلامی تاریخ کا سنہرا دور کہلاتا ہے، آپ کے دورِ حکومت میں اسلامی ریاست دور دور تک پھیلتی اور ترقی کرتی چلی گئی، آپ اتنی بڑی مملکت کے سربراہ ہونے کے باوجود انتہائی سادہ زندگی گزارتے، دروازے پر کوئی دربان نہ ہوتا، ہر آدمی بلا روک ٹوک خلیفہ سے ملاقات کرسکتا تھا وہ سب کی شکایات سنتے اور ان کے ازالے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے، یہ حضرت عمر فاروقؓ ہی تھے جو راتوں کو بھیس بدل کر عوام کے حالات سے واقفیت حاصل کرتے اور بستیوں میں جاکر لوگوں سے خود ملتے تھے، تاکہ اگر کوئی بُرے حال میں ہو تو اس کی مدد کرسکیں۔

حضرت عمر فاروقؓ جب عمال مقرر کرتے تو ان سے عہد لیا جاتا:

۱:...... باریک کپڑا نہیں پہنے گا۔

۲:...... ترکی گھوڑے پر نہیں بیٹھے گا۔

۳:...... چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔

۴:...... دروازے پر دربان نہیں رکھے گا۔

۵:...... حاجت مندوں کے لئے اپنے دروازوں کو کھلا رکھے گا۔

عمال یا والیوں کی تعیناتی کے وقت ان کے مال واسباب کی فہرست تیار کی جاتی اور ان کی واپسی کے وقت ان کے مال واسباب کو دیکھا جاتا کہ اس فہرست سے زیادہ سامان تو نہیں ہے، اگر فہرست سے زیادہ سامان نکلتا تو اس زائد سامان کو ضبط کرکے بیت المال میں جمع کرادیا جاتا۔

حج کے موقع پر سب عمال مکہ میں جمع ہوتے وہاں عام اعلان کیا جاتا کہ اگر کسی کو اپنے عامل سے کوئی شکایت ہے تو وہ آکر پیش کرے، لوگ ایسا ہی کرتے اگر کوئی عامل قصوروار پایا جاتا تو اس سے باز پرس کی جاتی۔

ایک خطبے میں حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”میں نے عمال اس لئے مقرر نہیں کئے کہ وہ تمہیں ماریں پیٹیں، تمہاری بے عزتی کریں اور تمہارا مال ہڑپ کریں۔ میں نے انہیں اس لئے مقرر کیا ہے کہ وہ تمہیں تمہارے پروردگار کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے طریقے کی تعلیم دیں۔“

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے تھے: ”یہ خزانہ بیت المال، عمر اور اس کے خاندان کا نہیں، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ بیت المال سے مجھے کس قدر لینا جائز ہے، دو جوڑے کپڑے، ایک سردی کے موسم کا اور ایک گرمی کے موسم کا، ایک سواری جس پر حج وعمرہ کے لئے جاسکوں اور قریش کے ایک متوسط آدمی کے اخراجات اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے لے سکتا ہوں، اس کے بعد میں عام مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں، جن حالات سے انہیں سابقہ پڑے گا، انہی حالات سے میں بھی دوچار ہوں گا!“

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک بار قحط پڑا، تو آپ نے گھی کھانا چھوڑ دیا، آپؓ نے فرمایا: ”رعایا کے حال کی اس وقت تک میں کیا پرواہ کرسکتا ہوں،

جب تک کہ میں اس حالت سے نہ گزروں، جس حالت سے تمام لوگ گزر رہے ہوں۔"

ایک بار حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا: "اگر میں تمہارے معاملات میں ڈھیل اختیار کروں تو تم کیا کروگے؟" حضرت بشیر بن سعد نے کہا: "اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم آپ کو تیر کی طرح سیدھا کردیں گے۔" حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا: "تم بڑے کام کے لوگ ہو۔"

حضرت عمرؓ کا انصاف ضرب المثل تھا، وہ اپنے پرائے کسی سے رورعایت نہ برتتے تھے، ایک بار ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ نے بیت المال سے کوئی چیز لینے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: "بیٹی! تمہارا اپنے باپ کے مال پر تو حق ہے، لیکن بیت المال پر تمہارا کوئی حق نہیں۔"

حضرت عمر فاروقؓ کے دور حکومت میں مسلمان خوشحال ہوتے چلے گئے۔ اس کے باوجود آپ انتہائی سادہ لباس پہنتے، اکثر آپ کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوتے تھے، یہاں تک کہ جب بیت المقدس فتح ہوا تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ اپنے خلیفہ کو یہاں بلاؤ تاکہ وہ خود یہاں آکر معاہدہ کریں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کو اطلاع دی گئی، جب حضرت عمرؓ بیت المقدس پہنچے تو آپؓ نے پیوند لگا لباس پہنا ہوا تھا اور اس وقت آپ کا غلام اونٹ پر سوار تھا اور خود اس کے ساتھ پیدل چل رہے تھے، یہ اس فاتح حکمران کا حال تھا جو بیت المقدس کی چابیاں وصول کرنے جارہا تھا۔

ایک بار مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اعتراض کیا کہ آپ نے جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں وہ کہاں سے آئے؟ کیونکہ ہر شخص کو بیت المال سے جو چادر ملی ہے اس میں پورا کرتا نہیں بن سکتا، تو آپ نے کیسے بنالیا؟

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے صاحبزادے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: "اس بات کا جواب یہ دے گا" ان کے صاحبزادے کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: "میں نے اپنے حصے کی چادر اپنے والد کو دے دی تھی اس طرح ان کے کپڑے تیار ہوگئے" تب وہ شخص مطمئن ہوگیا اور حضرت عمرؓ نے اپنا خطبہ شروع کیا۔

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان غنیؓ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ بنے، ان کے دور حکومت میں کچھ معاملات ایسا رخ اختیار کرگئے کہ حضرت عثمانؓ پر لوگوں نے کڑی تنقید کی۔ حضرت عثمانؓ نے کسی کو بزور طاقت روکنے کی کوشش نہ کی بلکہ ہمیشہ بھرے مجمع میں اعتراضات کا جواب دیا۔ بہت سے لوگ اختلافات میں اس قدر بڑھ گئے کہ وہ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے درپے ہوگئے۔ حضرت عثمانؓ حق پر تھے اور ان کا ساتھ دینے کو بہت سے لوگ تیار تھے، لیکن حضرت عثمانؓ نے کہا کہ وہ محض اپنی ذات کی وجہ سے کوئی جنگ نہیں کریں گے اور کسی سے مقابلہ نہیں کریں گے، انہوں نے اپنے دفاع کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا، یہاں تک کہ شرپسندوں نے انہیں شہید کردیا۔

خلفائے راشدینؓ کے بعد مسلمانوں میں بہت سی خرابیاں پھیلنے لگیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ۹۹ھ سے ۱۰۱ھ تک مدینہ کے گورنر اور بعد میں مسلمانوں کے خلیفہ بنے، آپ حضرت عمر فاروقؓ کی پوتی کے صاحبزادے تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا عہد اسلامی تاریخ میں اہم حیثیت رکھتا ہے، انہوں نے زبردست حکمت عملی، انصاف پسندی اور زبردست انتظامی صلاحیتوں کے ذریعے، مسلمانوں میں ایک بار پھر اسلامی روح پھونک دی۔ معاشرے کی تطہیر کی اور خلافت راشدہ کو پھر سے زندہ کردیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ شاہانہ شان وشوکت سے سخت بیزار تھے، انہیں آخرت کا خوف اس قدر دامن گیر رہتا تھا کہ آپؒ فرماتے تھے: "اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مرگیا تو اس کے بارے میں بھی مجھ سے پوچھا جائے گا۔"

انہوں نے عدل و مساوات اور سادہ طرز زندگی کو از سر نو بحال کیا۔ فضول خرچی اور اسراف بے جا کو ترک کرکے قوم کے مزاج کو سنوارا، اسی بناء پر رعایا خوشحال ہوئی یہاں تک کہ لوگ صدقہ و خیرات دینے کے لئے فقیروں اور ضرورت مندوں کو تلاش کرتے مگر کوئی ضرورت مند نہ ملتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور خلفائے راشدینؓ کی زندگی سے ہم بہت رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔ موجودہ دور میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ملک میں عملی اقدامات کئے جائیں فضول خرچی، نام و نمود اور اسراف بے جا سے دامن چھڑائیں، آسائشوں کو ترک کریں، وقت کی قدر کریں، محنت کی عادت ڈالیں۔

حکومتی عہدیدار بھی شاہانہ کروفر چھوڑ کر سادگی اختیار کریں۔ دیانت دار بنیں، منافقت چھوڑ کر سچ بولنا، دیانت داری کرنا اور اپنے عہد کو پورا کرنا سیکھیں تاکہ لوگ ان پر اعتبار کریں، خلوص کے ساتھ قومی ذمہ داریوں کو نبھائیں، اپنے عمل کے لئے خود کو عوام کے سامنے جواب دہ محسوس کریں، ظلم کو ختم کریں، مجرموں کو سزا دیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور وہ غلط کاموں سے بچیں، کیونکہ سزا کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کے خوف سے جرم نہ کیا جائے۔

دوسری جانب عوام بھی اپنے آپ کو محاسبہ کے لئے تیار رکھیں، اگر ملک میں اچھے مخلص اور دیانت دار لیڈر ہوں گے تو عوام کے لئے خوشحالی کے دروازے کھل جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

☆☆............☆☆

عطاء الرحمٰن

حقوق العباد کی پاسداری

اسلام میں عبادات کے علاوہ جتنے قوانین ہیں، ان سب کا مقصد خدا کی زمین پر امن کا قیام ہے، تا کہ ہر شخص بے خوف وخطر ہو کر اپنی زندگی کے لمحات پُرسکون طریقے سے گزار سکے، اور آرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی اخروی زندگی کی آسائش کے لئے تیاری کر سکے، اور اس بلند ترین مقصد کو حاصل کرنے کا واحد ذریعہ اسلامی نظام کا نفاذ ہے، آپ اسلام میں معاملات کی تعلیم دیکھیں اور معاملات کے اصول و ضوابط ملاحظہ فرمائیں۔ آپس میں لین دین کے اسلام نے ایسے زریں اصول مقرر کئے ہیں کہ جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے، مثلاً آپ دیکھیں کہ آج کل تو زمانہ تحریر کا ہے لیکن آج سے چودہ سو سال قبل دنیا کا سب کاروبار صرف زبانی ہوتا تھا، سب سے پہلے قرآن پاک نے اس طرف توجہ دلائی اور لکھنے لکھانے، دستاویز مہیا کرنے کا اصول مقرر فرمایا کہ جب آپس میں ادھار کا معاملہ کیا جائے تو اس کی میعاد ضرور مقرر کی جائے، اس میعاد معین کو لکھ لیا جائے اور صرف دستاویز کی تحریر کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ اس پر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بھی مقرر کر لئے جائیں وہ دو گواہ مسلمان اور ثقہ و عادل ہوں، صحیح گواہی سے انکار اور اس کو چھپانا بھی گناہ قرار دیا گیا، اور فقہاء کرامؒ نے میعاد کے ابہام کو بھی ناجائز قرار دیا۔ میعاد مہینہ اور تاریخ کے ساتھ معین کی جائے، تو یہ سب اصول محض اس لئے مقرر کئے گئے تا کہ نوبت نزاع تک نہ پہنچ جائے، اس طریقہ پر عمل کرنے سے اول تو نزاع ہوگا نہیں، اگر کچھ ہو گیا تو عدالت کے ذریعہ بسہولت انصاف میسر ہو جائے گا اسی لئے دستاویز پر گواہوں کی تعیین اور ان کے لئے شرائط کو ضروری قرار دیا گیا تا کہ گواہ سچ بولنے والے ہوں، جھوٹے نہ ہوں، عدالت صحیح فیصلہ کرنے پر بسہولت قادر ہو سکے۔ یہ اصول سورۃ بقرہ کے اتالیسویں رکوع تیسرے پارہ میں مذکور ہیں، اسی طرح کے اصول و قوانین کے بیان میں کتب فقہ بھری ہوئی ہیں، اب آپ معاشرت کا جائزہ لیں تو ہر کسی کے حقوق اس انداز سے متعین ہیں کہ اگر وہ حقوق صحیح طور پر ادا کئے جائیں تو ہر گھر امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔ آج جتنے فسادات اور لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں، سب حقوق کی پامالی اور ہماری بدکرداری کا نتیجہ ہیں، اسلام میں عورت کے حقوق دیکھیں تو اسلام نے عورت کو ایک پورے کنبہ اور گھر کی ملکہ بنا دیا ہے اس کی روٹی کپڑا اور مکان کی تمام تر ذمہ داری خاوند کے سپرد کر کے امور خانہ داری، بچوں کی پرورش و تربیت کا اس کو منتظم بنا دیا ہے اور اس کام کو سرانجام دینے کے لئے قدرت نے جو صلاحیتیں عورت کو ودیعت کی ہیں، وہ مرد میں نہیں ہیں، اس کے لئے آپ اس گھر کو دیکھیں جس میں صرف مرد ہی رہتے ہوں، عورت نہ ہو، عورت کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے شریعت نے اس کو چادر و چار دیواری میں رہنا لازم قرار دیا ہے تا کہ بازاروں اور دفتروں میں جا کر یہ ایک کھلونا نہ بن جائے اور ہر قسم کی تذلیل سے اس کو تحفظ مل جائے، بچوں کی تربیت و پرورش میں چونکہ اکثر حصہ شریعت نے عورت ہی کا رکھا ہے اور اس کے لئے اس میں قدرت نے بے پناہ صلاحیتیں رکھی ہیں، اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق ماں کا حق باپ سے مقدم ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ لائق اطاعت کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ تیری ماں! سائل نے تین مرتبہ سوال کیا اور آپؐ نے یہی جواب ارشاد فرمایا، چوتھی مرتبہ پھر سائل نے سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: تیرا باپ۔ (الادب المفرد للبخاریؒ)

اسی طرح شریعت نے عورت کے ذمہ خاوند کے حقوق کر دیئے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے، اس کی خدمت اپنے لئے فخر تصور کرے، اس کے ساتھ اس طرح پیش آئے کہ خاوند جب باہر سے تھکا ماندہ گھر میں آئے تو اس کو دیکھ کر اسے خوشی محسوس ہو، پھر ان دونوں کی اطاعت ان کی اولاد پر لازم کر دی کہ اگر والدین بظاہر ظلم بھی کریں تو اولاد برداشت کرے، ان کے سامنے کوئی ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالے، جس سے ان کو اذیت ہو۔ غرضیکہ ذہنی و جسمانی ہر لحاظ سے والدین آرام و راحت سے رہیں، اولاد کی طرف سے ان کو کسی قسم کا گزند نہ پہنچے۔ والدین کا ذمہ یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کے اچھے نام رکھیں اور دینی تعلیم سے ان کو روشناس کرائیں تا کہ وہ حقوق معلوم کر کے ہر کسی کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں، ان کو اپنی نافرمانی سے بچانے کی امکانی حد تک کوشش کریں اور ان کو اس قابل بنائیں کہ وہ دنیا کی زندگی اچھے طریقے سے گزار سکیں، دینی و معاشی لحاظ سے ان کی زندگی پُرسکون بن جائے، ہر قسم کے اخراجات شریعت نے مرد کے ذمہ کر کے عورت کو اس کا منتظم بنا دیا ہے، ان دونوں کی دیکھ بھال سے ایک کنبہ اور خاندان پرورش پاتا ہے،

جس کے بناؤ یا بگاڑ کے یہ دونوں کافی حد تک ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اگر شریعت کے راہنما اصولوں کو مدنظر رکھ کر یہ اپنی ذمہ داری پوری کریں تو اولاد کے روشن مستقبل کی ضمانت دی جاسکتی ہے، یہ تو ایک خاندان اور گھر کے افراد کی بات ہوئی، اب ایک گھر کے ساتھ دوسرا گھر بھی ہوتا ہے ، جسے پڑوسی کہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اتنی بار تاکید کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا شاید ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی کے وارث ہونے کا حکم نازل ہوجائے۔“ پڑوسی کے ساتھ صرف حسن سلوک ہی نہیں بلکہ پڑوسی اگر تکلیف پہنچائے تو اس کی تکلیف کو بھی برداشت کرنے کا حکم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ رات کو قیام کرتی ہے، دن کو روزہ رکھتی ہے، صدقہ وخیرات بھی بہت کرتی ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے، تو آپؐ نے فرمایا کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں وہ جہنم میں جائے گی، دوسری عورت کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ صرف فرائض وواجبات وغیرہ پابندی سے ادا کرتی ہے اور ضروری احکام بجالاتی ہے، لیکن تکلیف وغیرہ کسی کو نہیں دیتی تو آپؐ نے فرمایا: وہ جنت میں جائے گی۔ (الادب المفرد للبخاریؒ)

جب ہر آدمی اپنے پڑوسی کے حقوق ادا کرنے والا بن جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اپنے پڑوسی کی عزت اور جان ومال کی حفاظت اپنا فریضہ سمجھے تو پوری آبادی آرام وچین کی زندگی سے سرشار ہوگی۔ پڑوس جس طرح مکان کے اعتبار سے ہوتا ہے، اسی طرح دکان، دفتر، زمیندارہ وغیرہ بھی ہوتا ہے، تو وہاں بھی ان حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح دفاتر میں ماتحتوں پر اپنے افسر بالا کی اطاعت لازم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”خبردار! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور وہ نگہبان اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہے“ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ نگہبان اپنے ماتحت ملازمین کو خلاف شریعت کام کا حکم نہ کرے، اگر حکم کرے تو ماتحت ملازمین پر اس کی اطاعت ضروری نہیں بلکہ مخالفت واجب ہے، کیونکہ ارشاد ہے کہ ”خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے“ تو اس لئے نگہبان اور افسر اپنے ماتحت ملازمین کو بے جا تنگ نہ کرے، دستور کے مطابق ان سے ڈیوٹی لے، خلاف شریعت کام کا حکم نہ کرے، اللہ تعالیٰ کے محاسبہ سے خوف کرے اور ان حدود میں رہتے ہوئے جب وہ کوئی حکم کرے تو ماتحتوں پر اس کی اطاعت ضروری ہے، اگر افسر کی غفلت ولاپرواہی سے اس کے ماتحتوں نے کوئی غلط کام کیا تو اللہ تعالیٰ کے حضور وہ جوابدہ ہوگا اور اگر خود اسی نے ان سے کوئی غلط کام کرایا تو اس کے لئے بھی وہ عنداللہ جوابدہ ہوگا تو دونوں طرف سے حقوق ہیں، اگر وہ صحیح ادا کئے جائیں اور دونوں طرف سے حق تلفی نہ ہو تو ایک صاف ستھرا پاکیزہ ماحول اور پُرامن زندگی نصیب ہوسکتی ہے، نزاع اور جھگڑا پیدا ہونے کا امکان بہت کم ہے۔

ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے اپنی عزت و آبرو، جان ومال کے لحاظ سے محفوظ ہو، ایک دوسرے سے بغض ونفرت کی بجائے الفت ومحبت ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایک مسلمان کی یہی تعریف فرمائی گئی ہے کہ ”مسلمان وہ ہے کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں“ اسلام تو ذمیوں کے جان ومال اور عزت و آبرو کا تحفظ کرتا ہے اور مسلمانوں کو ان کے درپے آزار ہونے سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی صفت ارشاد فرمائی ہے کہ ”آپس میں نرم ہیں، کفار کے مقابلے میں سخت ہیں“ اسی طرح ہر وہ قوت جو اسلام کو کمزور کررہی ہو، اس کا مقابلہ کرنا ایمان کی دلیل ہے۔ مسلمانوں کے آپس میں حقوق یا غیرمسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا سبق اس لئے ہے کہ مسلمان آپس کے جنگ وجدل اور نزاع سے محفوظ رہیں تاکہ خلاف اسلام طاقتوں کے مقابلہ میں مضبوط ہوں اور غیرمسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اس لئے ہے تاکہ وہ اسلام کی طرف راغب ہوں۔

سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے نائب امیر دوم جناب حاجی سید شاہ محمد آغا گزشتہ دنوں کوئٹہ میں قضائے الٰہی سے ۸۵ سال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حاجی صاحب صوم وصلوٰۃ کے پابند، دین دوست، مخلص اور مہمان نواز آدمی تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے آپ کی وابستگی جنون کی حد تک تھی، جماعتی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ قادیانیوں کے خلاف مقدمات میں پیش پیش رہتے تھے۔ ختم نبوت کے ساتھیوں اور کارکنان کو اپنے پُرخلوص مشوروں سے نوازتے تھے۔ آپ کی رحلت سے کوئٹہ کے جماعتی احباب اپنے ایک بزرگ سرپرست سے محروم ہوگئے۔ اللہ جل شانہ ان کی کامل مغفرت فرمائے۔ ان کے ساتھ اپنی رضا ورضوان کا معاملہ فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا محمد علی صدیقی اور دوسرے کارکنان ختم نبوت نے حاجی صاحبؒ کے صاحبزادے سید گل محمد صاحب سے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ حاجی صاحب مرحوم کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

افضلیتِ محمد ﷺ

حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ صاحبؒ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر چند دلائل:

پہلی دلیل: ہمارے نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق حتیٰ کہ انبیاؑ اور ملائکہ سب سے افضل ہیں کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نور مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام موجودات سے پہلے پیدا ہوا اور عبادت آپ کی سب سے زیادہ اور جامع ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"میں اس وقت نبی تھا جس وقت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی ہی میں تھے۔"

اور فرمایا کہ:

"میں سردار ہوں تمام اولاد آدم کا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔"

اور فرمایا کہ:

"میں تمام عرب وعجم کا سردار ہوں۔"

سردار وہ ہوتا ہے جو اپنی قوم میں سب سے افضل ہو۔

دوسری دلیل: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آسمانوں زمینوں عرش و کرسی لوح وقلم بہشت و دوزخ اور تمام مخلوق اور تمام انبیاؑ علیہم السلام سے چار ہزار چار سو بیس برس پہلے پیدا ہو گیا تھا اور بارہ ہزار برس تک وہ نور مقدس سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہٖ کہتا رہا۔

تیسری دلیل: تواریخ وسیر عجم وعرب سے ثابت ہے کہ کوئی بھی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادت ہیبت وشجاعت رفعت وعظمت منزلت وسعادت ہدایت و کرامت شفاعت ومناقبت فضائل وخصائل معجزات و کمالات ذاتی وصفاتی علم وحلم خلق وکرم اور سخاوت میں نہ تھا اور نہ ہوا اور جو ایسا جامع کمالات اور صاحب فضل ہو وہ تمام سے ہر حیثیت میں بڑھ چڑھ کر ہوگا اور یہ کون نہیں جانتا کہ اس کو سب پر فضیلت اور افضلیت حاصل ہوگی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام وجوہات کی بنا پر تمام ملائکہ اور تمام نبیوں سے افضل ہوئے۔

چوتھی دلیل: فرمایا اللہ تعالیٰ نے شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "لولاک لما خلقت الافلاک" یعنی اگر وجود مبارک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مقصود ومطلوب حق تعالیٰ کو نہ ہوتا تو موجودات میں سے کوئی بھی وجود میں نہ آتا۔ نہ عرش نہ فرش نہ جمادات و نباتات نہ حیوانات اور نہ انسان حتیٰ کہ باقی انبیاؑ ورسل بھی وجود میں نہ آتے جیسا کہ اہل علم اور اصحاب تاریخ وسیر سے پوشیدہ نہیں ہے تو پس جس ہستی کو یہ اقدمیت وفوقیت حاصل ہو حتیٰ کہ جمیع مخلوقات کے وجود کا موقوف علیہ بھی ہو تو پھر اس سے زیادہ کسی دوسرے کو کس طرح فوقیت حاصل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہمارے پیغمبر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پر حتیٰ کہ تمام انبیاؑ پر فضیلت حاصل ہے اور آپ افضل الخلائق والرسل ہیں۔

پانچویں دلیل: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تمام امتوں پر افضلیت دی ہے فرمایا کہ: کنتم خیر امة کہ تم بہترین امت ہو تو جب آپ کی امت تمام امتوں پر بہتر ٹھہری تو اس سے خود بخود یہ لازم آ گیا کہ آپ بھی سب نبیوں سے زیادہ افضل ہیں کیونکہ یہ فضیلت امت میں بمتابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئی اور تابع کی فضیلت سے متبوع کی فضیلت ظاہر ہے۔ لہٰذا جب آپ کی امت تمام نبیوں کی امت سے افضل ہوئی تو تمام نبیوں پر آپ کی فضیلت ثابت ہوئی پس آپ سب سے افضل ہوئے۔

چھٹی دلیل: تمام نبیوں کی بعثت خاص خاص جگہوں اور خاص خاص مقاموں کی طرف ہوئی اور آپ کا مبعوث ہونا تمام جہان والوں اور عرب وعجم کی طرف ہوا۔ "وما ارسلنک الا کافة للناس" آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر ہم نے بھیجا ہے۔ آپ جمیع عرب وعجم کی ہدایت کے لئے مکلف بنائے گئے۔ جیسا کہ تواریخ وسیر سے بھی ثابت ہے جس کی وجہ سے آپ کی مشقت اور مجاہدہ سب سے بڑھ گیا نہ کوئی ساتھی نہ مددگار تن تنہا اور تمام انسانوں حتیٰ کہ جنات کی طرف بھی بعثت ہوئی پھر دعوت بھی اللہ احد کی تھی جو سب کے خلاف تھی لہٰذا سب دشمن ہو گئے رنج واذیت دعوت حق میں آپ برداشت کرتے رہے اور مشغول ہدایت رہے جو کہ زیادت ثواب کو لازم ہے اور زیادت ثواب لازم ہے زیادت فضیلت کو پس ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل بھی اور نبیوں سے زیادہ ہے۔ لہٰذا آپ سب سے زیادہ افضل ہوئے۔

ساتویں دلیل: جو شخص آپ پر ایک بار درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود ورحمت بھیجتا ہے اور خود اللہ تعالیٰ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ورحمت بھیجتے ہیں اور بندوں کو بھی حکم فرمایا اپنے اس ارشاد میں کہ:

ترجمہ: "تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں لہٰذا اے مومنو! تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔"

پس اس سے خاص الخاص فضیلت تمام نبیوں پر ثابت ہوئی۔

آٹھویں دلیل: آپ خاتم الانبیاؑ ہیں اور جو خاتم الانبیاؑ ہوگا اس کا مذہب تمام مذاہب سابقہ کا ناسخ ہوگا اور جو ناسخ ہوگا وہ منسوخ سے افضل ہوگا اور جب آپ کا مذہب سب سے افضل ہوا تو آپ کا بھی سب سے افضل ہونا بالضرور ثابت ہوگا کیونکہ آپ اگر مفضول ہوں تو یہ خلاف عقل ہوگا اس لئے کہ مفضول کے ذریعہ افضل کا نسخ عقلاً قبیح ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔

☆☆..........☆☆

مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری

مرزا قادیانی کی
جھوٹی پیشین گوئیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ...... امابعد۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے مبلغ اسلام کی حیثیت سے شہرت حاصل کرنے کے بعد شیطانی تسویل کی وجہ سے اپنے بارے میں طرح طرح کے دعوے کرنے شروع کردیے تھے، جس کو علماً نے اس کی تالیفات وغیرہ سے چھانٹ کر مستقل رسائل میں جمع کردیا ہے، ان دعاوی باطلہ میں ماموروملہم ومحدث من اللہ ہونا، امام زمان، مجدد اور مسیح بن مریم ومہدی ہونا، مزید ترقی کرکے آخر کار ظلی نبی وصاحب شریعت مستقل نبی و رسول ہونا، یہ اس کے مشہور دعوے ہیں، جیسا کہ معلوم ہے، اس نے عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک دم نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ تدریجی چال چلی ہے۔ بہرحال جب اس نے اصلی و آخری دعویٰ کرنے کے لئے حالات سازگار سمجھے تو کھل کر صاحب شریعت مستقل نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کرکے بڑی ڈھٹائی سے اعلان کردیا کہ جو اس کو مانے وہ مسلمان ہے اور جو اس کو نہیں مانتا بلکہ اس کی تکذیب کرتا ہے وہ کافر ہے اور جہنمی ہے۔

چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

مرزا نے اپنے دعاوی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جہاں اور حربے اختیار کئے وہیں ایک بڑا حربہ طرح طرح کی پیشین گوئیاں کرنے کا اختیار کیا اور اس کو بڑی اہمیت دی۔ لکھتا ہے:

(الف): ”بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔“

(آئینہ کمالات اسلام خزائن ص۲۸۸ ج۵)

(ب): ”توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشین گوئیوں کو قرار دیا ہے۔“ (رسالہ استفتاء ص۳)

اول تو یہ ضروری نہیں کہ جس کی پیشین گوئی کبھی سچی نکل جائے وہ مامور من اللہ یا نبی ہو، کیونکہ بہت سے کاہنوں اور نجومیوں کے پیشین گوئیاں بھی کبھی درست ہوجاتی ہیں۔

مگر مرزا قادیانی پر خدا تعالیٰ کی ایسی پھٹکار ہے کہ اس کی اکثر پیشین گوئیاں غلط نکلی ہیں جبکہ اس کے جھوٹا ہونے کے لئے صرف ایک پیشین گوئی کا غلط ہونا کافی تھا۔ ارشاد باری ہے:

”ان اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔“ (سورۃ المومنون:۲۸)

ترجمہ: ”اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو بے لحاظ جھوٹا۔“ (ترجمہ شیخ الہند)

ہاں مرزا کی ایسی بعض پیشین گوئیاں ضرور پوری ہوئی ہیں جو اس کے خلاف پڑیں اور جن سے اس کا کذاب ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہوگیا۔ مثلاً حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو مخاطب کرکے مرزا قادیانی نے اشتہار شائع کیا کہ:

”آپ اپنے پرچہ میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے...... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہوجاؤں گا...... پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ص۵۷۸ ج۳)

عبرتناک نتیجہ:

یہ پیشین گوئی پوری طرح صحیح ثابت ہوئی یعنی حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی بفضل خداوندی تمام آفات سے محفوظ رہ کر ۱۹۴۹ء تک سلامت باکرامت رہے اور مرزا، مولانا مرحوم سے بہت پہلے ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں بمرض ہیضہ مبتلا ہوکر راہی ملک عدم ہوا اور اپنے کذب پر مہر تصدیق ثبت کرگیا۔ اس کے برخلاف انبیاً صادقین علیہم السلام کی شان یہ ہوتی ہے کہ ان کی ہر پیشین گوئی پوری ہوتی ہے اور وہ ان کی صداقت کی دلیل بن جاتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”سو خیال مت کر کہ اللہ

خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسول سے بے شک اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا۔" (سورۃ ابراہیم:۴۷)

یہ بات مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں۔"

(کشتی نوح خزائن ص۵ ج۱۹)

بہرحال مرزا قادیانی نے جس چیز کو اپنے صدق وکذاب کی جانچ کی سب سے بڑی کسوٹی قرار دیا تھا، اس پر مسلمانوں نے مرزا قادیانی کو خوب پرکھا اور بار بار اس کی پیشین گوئیوں کے غلط ثابت ہونے پر اس کے کذاب ودجال ہونے کا یقین بڑھاتے چلے گئے اور مسیلمہ کذاب کی لائن میں اس کو کھڑا کر دیا، بطور نمونہ کے مرزا قادیانی کی چند پیشین گوئیاں اختصار کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں۔

مرزا کی جھوٹی پیشین گوئیاں:

(۱) اپنے پانچویں بیٹے کے بارے میں:

جنوری ۱۹۰۳ء میں مرزا کی بیوی حاملہ تھی مرزا نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں پیشین گوئی کی:

"سب تعریف خدا کو ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں چار لڑکے اپنے وعدے کے موافق دیے اور پانچویں کی بشارت دی۔" (مواہب الرحمن در خزائن ص۳۶۰ ج۱۹)

نتیجہ: اس حمل سے مورخہ ۲۸/ جنوری ۱۹۰۳ء کو مرزا کے یہاں بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی جو چند مہینے زندہ رہ کر وفات پا گئی۔ (اخبار الحکم قادیان)

(۲) اپنی عمر میں اضافہ سے متعلق غلط پیشین گوئی:

"ہم تجھے بعض وہ امور دکھلا دیں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کریں گے۔" (البشریٰ ص۱۲۰، تذکرہ ص۶۷۹، بدر اخبار جلد۲ شمارہ۴۳)

نتیجہ: مرزا قادیانی کی عمر میں اضافہ کیا ہوا، اس کے ایک اور الہام کے مطابق مقررہ عمر کے پورے اسی سال بھی زندہ رہنا نصیب نہیں ہوا، اور ۶۷ سال قمری ۶۹ سال شمسی کی عمر میں واصل جہنم ہو گیا۔

(۳) زلزلۃ الساعۃ کی غلط پیشین گوئی:

۱۹۰۵ء میں مرزا نے اس خوفناک زلزلہ کی پیشین گوئی کے لئے بہت سے اشتہارات شائع کئے تھے جس کی وجہ سے لوگ بہت سہم گئے تھے، اس نے لکھا:

"آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیشین گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیشین گوئی نہیں اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہیں ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم در خزائن ص۲۵۳ ج۲۱)

> اول تو یہی ضروری نہیں کہ جس کی پیشین گوئی کبھی سچی نکل جائے وہ مامور من اللہ یا نبی ہو، کیونکہ بہت سے کاہنوں اور نجومیوں کے پیشین گوئیاں بھی کبھی درست ہو جاتی ہیں۔ مگر مرزا قادیانی پر خدا تعالیٰ کی ایسی پھٹکار ہے کہ اس کی اکثر پیشین گوئیاں جھوٹی نکلی ہیں

نتیجہ: مرزا کی یہ کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۵/ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو یعنی مرزا کی وفات (۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء) کے پونے پانچ ماہ بعد شائع ہوئی۔

بہرحال اس کی زندگی میں ایسا کوئی زلزلہ نہیں آیا، اور جو زلزلے اس کی زندگی میں آئے وہ خفیف تھے، اور اس قابل نہیں تھے کہ انہیں پیشین گوئی کا مصداق قرار دیا جا سکے۔

چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

"اب یاد رہے کہ اس وحی الٰہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲/ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آ چکے ہیں ۲۸/ فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰/ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱/ جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں۔"

(حاشیہ حقیقۃ الوحی در خزائن ص۹۶ ج۲۲)

قادیانی زلزلہ کے مقابلہ میں ایک سچے مسلمان کی پیشین گوئی:

بلکہ مرزا کی زندگی ہی میں ایک سچے مسلمان ملا محمد بخش حنفی (سیکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور) نے مرزا کی تردید میں ایک لمبا چوڑا اشتہار شائع کیا اور اس میں لکھا:

"بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل وکرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا، نہیں آئے گا، نہیں آئے گا،...... مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الٰہی اور کشف کے ذریعہ دی گئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہوگی..... ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیشین گوئی میں بھی ذلیل ورسوا ہوگا۔" (مجموعہ اشتہارات ص:۵۴۱، ۵۴۲ ج۳)

نتیجہ: چودھویں صدی کے مسیلمہ کذاب مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ایک سچے مسلمان کی پیشین گوئی سچی کر دکھائی آخر کار مرزا خود اپنے اقرار سے جھوٹا ثابت ہوا۔

(۴) مولانا محمد حسین بٹالوی کے بارے میں جھوٹی پیشین گوئی:

مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کے دوست تھے جب تک اس نے الٹے سیدھے دعاوی شروع نہیں کئے موصوف بربنائے حسن ظن اس کے ساتھ لگے رہے اوراس کی دینی خدمات کا اپنے پرچہ ''اشاعت السنۃ'' میں اعتراف فرماتے رہے اوراسی حسن ظن کی بنیاد پر مرزا کی شان میں ان کے قلم سے کچھ قابل ذکر تعریفی کلمات بھی تحریر میں آ گئے۔ جنہیں آج کل قادیانی لٹریچر میں باربار دہرایا جاتا ہے، اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مرزا کے شدید ترین مخالفین بھی ایک زمانہ میں اس کے بارے میں یہ وقیع رائے رکھتے تھے۔ بہرحال جب مرزا کے زیغ وضلال کی حقیقت مولانا مرحوم پر پوری طرح منکشف ہوگئی تو بلاخوف لومۃ لائم برملا اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے، مرزا کو اپنے سے ان کی عقیدت کے پھر جانے کا بہت رنج تھا اور چاہتا تھا کہ مولانا مرحوم کسی طرح پھر اس کے ثناخوانوں کی صف میں آ جائیں، آخر کار ان کے بارے میں پیشین گوئی کردی:

''ہم اس کے ایمان سے ناامید نہیں ہوئے بلکہ امید بہت ہے، اسی طرح خدا کی وحی خبر دے رہی ہے (اے مرزا) تجھ پر خدا تعالیٰ تیرے دوست محمد حسین کا مقسوم ظاہر کردے گا...... اور میرا کلام سچا ہے، اور میرے خدا کا قول ہے جو شخص تم میں سے کچھ زمانہ زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا۔''

(اعجاز احمدی در خزائن ص۱۹۲ ج۱۹)

نتیجہ: ساری دنیا جانتی ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالویؒ مرزائے لعین پر نعوذباللہ ایمان تو کیا لاتے، مرحوم نے دوبارہ اس سے دوستانہ روابط بھی قائم نہیں کئے۔

مرزا کی مزعومہ صداقت کا خاص آسمانی نشان ومعیار، محمدی بیگم سے نکاح:

ایک مرتبہ مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کو ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پیش آئی اس وقت تو مرزا نے ان کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ بلا استخارہ اور بلا استمزاج الٰہی کوئی کام کرنے کی ہماری عادت نہیں، لیکن کچھ دنوں کے بعد انتہائی بےشرمی و بے غیرتی کے ساتھ مرزا احمد بیگ کو جواب لکھا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہشمند ہو، بلکہ اس کے ساتھ اور بھی زمین دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو، میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا، اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار رہو، مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔'' (۱۰ رمئی ۱۸۸۸ء)

(آئینہ کمالات اسلام خزائن: ۵۷۲ ج۵)

کوئی شریف اور غیور انسان اپنی لخت جگر کی توہین برداشت نہیں کرسکتا خواہ اس کی جان ہی جاتی رہے۔ چنانچہ اس ناشائستہ اور دھمکی آمیز خط کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان میں مرزا کی رہی سہی عزت بھی مٹی میں مل گئی اور مرزا احمد بیگ اور خاندان والوں نے نہ صرف یہ کہ سختی سے اس رشتہ کا انکار کردیا بلکہ وہ خط مرزا کے مخالفین کے اخباروں میں شائع کرادیا، مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ کو رام کرنے کی بے حد کوشش کی خط وکتابت اور دھمکیوں کا سلسلہ ایک عرصہ تک چلتا رہا آخرکار محمدی بیگم مرحومہ کی شادی کی بات چیت پٹی ضلع لاہور کے رہنے والے ایک شخص سلطان محمد سے ہوگئی۔ یہ معلوم ہوجانے کے بعد اولاً تو مرزا نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ یہ نکاح نہ ہو اور رشتہ ٹوٹ جائے اس سلسلہ میں خود سلطان محمد کو خطوط لکھے کہ تم یہ نکاح منظور نہ کرو جب ساری تدبیریں ناکام رہیں تو الہام خداوندی کے حوالہ سے یہ پیشین گوئی شائع کردی کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آوے گا۔

(۱) ''خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کرکے اس کو میری طرف لے آوے گی۔''

(مجموعہ اشتہارات ص۲۱۹ ج۱)

(۲) ''خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشین گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہوجائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔''

(مجموعہ اشتہارات ص۱۰۲ ج۱)

(جاری ہے)

بزم اطفال

عقیدہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

”اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں، ان کی نسبت یوں مت کہو کہ وہ مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کرسکتے۔“ (سورۂ بقرہ:۱۵۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے کہ میرا نو قسمیں کھا کر یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوئے ہیں، اس سے بہتر ہے کہ ایک قسم کھا کر کہوں کہ قتل نہیں ہوئے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا اور آپ کو شہید بنایا۔

(مسند ابو یعلیٰ ص:۱۰۲)

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا زمین پر کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، رزق دیئے جاتے ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”نہیں ہے کوئی ایک مسلمان کہ وہ مجھ پر سلام پڑھے، مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ میں لوٹا دیتے ہیں تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔“ (تفسیر ابن کثیر ص:۵۰۹،ج:۵)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔ (صحیح مرقات ص:۲۲۱،ج:۳)

انتخاب: قاضی احسان احمد

علم

☆...... علم ہی وہ نعمت ہے، جس سے قرب الٰہی اور معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

☆...... علم ہی وہ دولت ہے جو انسان کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔

☆...... علم ہی وہ سرمایہ ہے جو انسان کو عظمت و رفعت کی معراج بخشتا ہے۔

☆...... علم ہی وہ خزانہ ہے جو دینی، دنیوی، اخروی نجات کا ذریعہ بنتا ہے۔

☆...... علم و عرفان ہی سے اخلاق میں پختگی اور کردار میں بلندی پیدا ہوتی ہے۔

☆...... علم و ایمان سے خدا پرستی، تقویٰ، عبادت و اطاعت کے جذبے فروغ پاتے ہیں۔

☆...... علم و فضل سے فکر و نظر کی بالیدگی اور روح کو آسودگی حاصل ہوتی ہے۔

مرسلہ: عرفان خان، کوئٹہ

دینی تعلیم

سوال:...... سن ہجری کا کیا مطلب ہے؟

جواب:...... جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، اس دن سے سن ہجری کی ابتدا ہوئی۔

سوال:...... اسلامی مہینے کتنے ہیں؟

جواب:...... اسلامی مہینے بارہ ہیں۔

سوال:...... اسلامی مہینوں کے نام کیا کیا ہیں؟

جواب:...... اسلامی مہینوں کے نام یہ ہیں: محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ۔

سوال:...... اسلامی سال کی ابتدا کس مہینے سے ہوتی ہے؟

جواب:...... اسلامی سال کی ابتدا محرم کے مہینے سے ہوتی ہے۔

سوال:...... اسلامی تاریخ کو یاد رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:...... اسلامی تاریخ کو یاد رکھنا فرض کفایہ ہے۔

سوال:...... مسلمان روزہ کس مہینے میں رکھتے ہیں؟

جواب:...... رمضان المبارک کے مہینے میں۔

سوال:...... عیدالفطر کسے کہتے ہیں؟

جواب:...... شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو جو عید ہوتی ہے، اس کو عیدالفطر کہتے ہیں۔

سوال:...... عیدالاضحیٰ کس کو کہتے ہیں؟

جواب:...... ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو جو عید ہوتی ہے، اس کو عیدالاضحیٰ کہتے ہیں۔

سوال:...... شادی، بیاہ اور دیگر معاملات کی تاریخیں اسلامی مقرر کرنی چاہئے یا انگریزی؟

جواب:...... مسلمانوں کو اپنے معاملات اسلامی تاریخ کے حساب سے طے کرنے چاہئیں، البتہ مزید یقین کے لئے ساتھ میں انگریزی تاریخ بھی لکھ سکتے ہیں۔

پھلوں کی تاثیر

پھلوں میں زیادہ حصہ پانی کا ہوتا ہے، تمام پھلوں میں چکنائی بھی ہوتی ہے اور بعض میں شکر اور نشاستہ بھی زیادہ ہوتے ہیں، یہ چیزیں انسانی جسم کی پرورش کے لئے بہت مفید ہیں جو شکر ہمیں پھلوں سے

بزم اطفال

میسر ہوتی ہے وہ دوسری قسم کی شکر کے مقابلے میں زیادہ لذیذ اور زود ہضم ہوتی ہے اور خاص طور پر جسم کو حرارت اور قوت دیتی ہے، پھلوں میں نمک اور ترشی کے علاوہ سب سے زیادہ طاقتور فاسفورس بھی ہوتا ہے جو لوگ خرابیٔ خون کی بیماری کے باعث کمزور اور کمیٔ خون کا شکار ہوں ان کے لئے پھل کا نمک بہت مفید ثابت ہوتا ہے، ان میں جو ترشی پائی جاتی ہے وہ خوشگوار، مفرح اور فائدہ مند ہوتی ہے۔

☆☆..........☆☆

نعت رسول

پہلے کریں ہم حمد خدا کی
نعت نبی پھر اچھی اچھی

نبی خدا نے بہت سے بھیجے
تاکہ چلیں سب سیدھے رستے

دادا آدم نبی ہمارے
نوح نبی تھے کیسے پیارے

کتنے اچھے نبی براہم
بہت ہی اونچے بڑے ہی عازم

داؤد آئے موسیٰ آئے
کیسے پیارے عیسیٰ آئے

لاکھوں سلاموں کا تحفہ ہم
بھیجیں ان کو ہر وقت ہر دم

آئے محمدؐ سب سے آخر
ہوئی رسالت ان پر آخر

نبیوں میں وہ سب سے اعظم
صلی اللہ علیہ وسلم

انہیں سے پایا ہم نے قرآں
وہ تو بس ہے رب کا فرماں

چلیں نبی کے کہنے پر ہم
صلی اللہ علیہ وسلم

قرب الٰہی تقویٰ میں ہے

مکہ مکرمہ میں پہلا مکان جو دارالندوہ کے نام سے تھا، اس مکان کو قصی بن کلاب نے خاص مشوروں ہی کے لئے تعمیر کیا تھا، جس میں اعدائے اسلام جمع ہوکر مشورے کیا کرتے، قصی بن کلاب کے بعد یہ مکان بنی عبدالدار کے قبضہ میں آگیا اور پھر ان سے حضرت حکیم بن حزامؓ نے جو ابھی دولت ایمان سے آراستہ نہیں ہوئے تھے، خرید کرلیا۔ بعد میں حضرت معاویہؓ کے زمانۂ خلافت میں یہ مکان ایک لاکھ درہم کے بدلہ فروخت کردیا بعض احباب نے ملامت کی کہ آباؤ اجداد کے شرف اور بزرگی کی ایک نشانی کو اپنے ہاتھ سے فروخت کردیا۔ حکیم بن حزامؓ نے حکیمانہ جواب دیا: ''ذھبت واللہ المکارم الا التقویٰ'' خدا کی قسم ساری بزرگیاں اور شرف ختم ہوگئے سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری کے، واللہ میں نے یہ مکان زمانہ جاہلیت میں ایک شراب کے مشکیزہ کے بدلہ خرید لیا تھا اور اب ایک لاکھ درہم میں فروخت کیا اور اب میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ ایک لاکھ سب کے سب خدا کے راستہ میں دیتا ہوں، بتلاؤ کیا نقصان رہا؟ (سیرۃ المصطفیٰ ج:۱، ص:۳۵۶)

شعور ختم نبوت

سوال: قادیانی اور مرزائی کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

جواب: جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکر ہیں ان کو قادیانی کہا جاتا ہے۔

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی کون تھا؟

جواب: قادیان میں پیدا ہونے والا انگریز کا وفادار، نمک خوار اور مخبوط الحواس شخص، جس سے انگریز نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرایا۔

سوال: مرزا قادیانی کا کیا دعویٰ تھا؟

جواب: میں نبی ہوں، میں مہدی ہوں، میں عیسیٰ ہوں۔ نعوذ باللہ!

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی کیسی موت مرا؟

جواب: ہیضہ کا شکار ہوکر عبرتناک موت مرا۔

سوال: مرزا قادیانی کہاں پیدا ہوا؟

جواب: ہندوستان کے ضلع گورداسپور کی بستی ''قادیان'' میں۔

سوال: قادیانیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

جواب: مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور ان کی قبر کشمیر میں ہے۔

سوال: ربوہ کا نیا نام کیا ہے؟

جواب: چناب نگر۔

سوال: قادیانیوں کو کس سن میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا؟

جواب: ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء میں۔

سوال: مرزائیوں پر پاکستانی آئین کے مطابق کس سن میں اذان دینے، اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے پر پابندی لگی؟

جواب: ۱۹۸۴ء میں۔

سوال: یہ پابندی کس نے لگائی؟

جواب: یہ پابندی جنرل محمد ضیاء الحق نے لگائی۔

سوال: قادیانی پیشوا مرزا طاہر لندن کب فرار ہوا؟

جواب: ۱۹۸۴ء میں۔

سوال: مرزا قادیانی نے کس سن میں نبوت کا دعویٰ کیا؟

جواب: ۱۵/نومبر ۱۹۰۱ء میں۔

☆☆..........☆☆

خبروں پر ایک نظر

مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ کا اندرونِ سندھ تبلیغی و اصلاحی دورہ

میر پور خاص (رپورٹ: مولانا محمد علی صدیقی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ راقم الحروف کی دعوت پر تین دن کے لئے اندرون سندھ تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی، بھائی ریاض احمد، بھائی محمد نوید، قاری شبیر احمد، محمد عاقب، محمد وصی اور مولانا فخر الزمان تھے۔ ۱۱/ربیع الاول کی شام مدینہ مسجد شاہی بازار میر پور خاص کے سالانہ جلسہ سیرت النبی سے مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ کے علاوہ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالغفور قاسمی سجاول اور مولانا عبدالجبار رند نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم نے سرانجام دیئے۔ جلسہ کا انتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میر پور خاص کے ناظم اعلیٰ مولانا حفیظ الرحمن فیض نے کیا تھا۔ رات کا قیام میر پور خاص میں محترم شکیل صدیقی مرحوم کے مکان میں ہوا، مرحوم کے فرزند محمد شعیب صدیقی، محمد ادریس صدیقی، محمد محسن صدیقی، دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے تھے۔ مولانا سعید احمد جلال پوری نے صاحبزادگان سے ان کے والد اور دادی کے انتقال پر تمام رفقاء کی طرف سے تعزیت کی۔ ۱۲/ربیع الاول کو یہ قافلہ ٹالپی کی طرف روانہ ہوا جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے جلسہ سیرت النبی میں شرکت اور مسجد ختم نبوت کا افتتاح مقصود تھا۔ راستے میں مدرسہ دارالعلوم جھڈو میں دو گھنٹہ کا قیام ہوا۔ حافظ محمد شریف صاحب نے قافلہ کو خوش آمدید کہا، مدرسہ کا نظم اور تعلیم و صفائی دیکھ کر مولانا جلال پوری صاحب بہت خوش ہوئے اور دعا دی۔ یہاں سے قافلہ ایک بار پھر ٹالپی کے لئے عازم سفر ہوا۔ ٹالپی پہنچ کر حضرت مولانا نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا اور بعد نماز جمعہ مسجد ختم نبوت کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد کنری جماعت کے راہنما میاں ریاض احمد صاحب کے صاحبزادہ محمد عبداللہ اور مولانا قاضی احسان احمد کا بیان ہوا اور حضرت مولانا کی دعا پر سوا تین بجے جلسہ کا اختتام ہوا۔ نوکوٹ، جھڈو، نبی سر اور کنری کے مضافات سے احباب تشریف لائے تھے، کنری سے ایک بہت بڑا قافلہ میاں عبدالواحد، میاں ریاض احمد، میاں سہیل اصغر کے ہمراہ اس پروگرام میں آیا تھا۔ ٹالپی کے بعد قافلہ کی منزل ننگر پارکر تھی، یہ ضلع تھرپارکر کا آخری شہر ہے جو پاک بھارت بارڈر سے صرف ۱۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا خان محمد، قاری احمد علی اور قاری اللہ ورایا نے ایک جلسہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہ قافلہ مٹھی، اسلام کوٹ سے ہوتا ہوا قبل عشاء ننگر پارکر پہنچا، جہاں مولانا خان محمد نے جماعتی دوستوں کے ہمراہ قافلہ کا استقبال کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد طاہر، قاری محمد صدیق بجیر نے جلسہ سے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم الحروف نے انجام دیئے۔

رات کا قیام ننگر پارکر میں ہوا اور صبح ۱۳/ربیع الاول کو ٹنڈو جان محمد کی طرف واپسی شروع ہوئی، نوکوٹ میں بخاری لائبریری جو مسجد صدیقیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوکوٹ کے ناظم اعلیٰ قاری عبدالستار آرائیں نے قائم کی تھی، اس میں دعا کی۔ ٹنڈو جان محمد میں جناب حکیم عبدالرحمن خاور کی دعوت پر ان کے مدرسہ ام المومنین عائشہ للبنات میں قیام کیا، بعد نماز ظہر جامع مسجد ٹنڈو جان محمد میں ایک اصلاحی مجلس سے حضرت جلال پوری صاحب نے بیان کیا۔ ان تمام پروگراموں میں مولانا سعید احمد جلال پوری اور مولانا قاضی احسان احمد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صورت اپنانے پر زور دیا اور کہا کہ صرف سیرت کے عنوان سے پروگرام سن لینا ہی کافی نہیں بلکہ آپ کی سیرت اور صورت کو اپنانا بھی ضروری ہے، کامیابی کا راز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے میں ہے، اس لئے ہمیں آپ کی سیرت اور سنت پر عمل کرنا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے دشمنوں سے ہمیں دور رہنا چاہئے اور اس دور میں سب سے بڑے آپ کے دشمن قادیانی ہیں، جو آپ کی امت کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ آج کل عیسائیوں اور یہودیوں نے توہین آمیز خاکے شائع کر کے نبی کریم کی ایک بار پھر توہین کی ہے، اس لئے ان کی تمام مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان گستاخ ممالک کی مصنوعات کی فہرست بھی عوام الناس میں

تقسیم کی گئی، اسی کے ساتھ قادیانیوں کی تمام مصنوعات جو شیزان کمپنی کے نام سے ہیں OCS کوریئر سروس قادیانیوں کی ہے، شاہ تاج شوگر ملز بھی قادیانیوں کی ہے، ان کا بھی مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

ٹالپی کا حدود اربعہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ٹالپی میں جو مسجد ختم نبوت بنائی گئی جس کا افتتاح ۱۲/ربیع الاول کو ہوا، اس شہر کے اردگرد قادیانیوں کی اسٹیٹس ہیں: نصرت آباد، محمد آباد، نفیس نگر، ٹالپی قادیانی اسٹیٹ۔ اس علاقہ میں ٹوکوٹ سے کنری تک کوئی ایسا خاطر خواہ ادارہ نہیں تھا کہ جہاں سے فتنہ قادیانیت کا تعاقب کیا جاتا، اس علاقہ کے مسلمان غربت اور افلاس کا شکار ہیں اور قادیانی بااثر ہیں۔ اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہوا کہ اس علاقہ کے ایک مسلمان زمیندار نے مسجد کے لئے پلاٹ وقف کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی نگرانی میں مسجد کی تعمیر شروع کی۔ الحمدللہ! ایک سال میں ہی مسجد تکمیل کے مراحل مکمل کرتے ہوئے اس قابل ہوگئی کہ اس میں پانچ وقت کی نماز اور جمعہ شروع ہوگیا امام کا تقرر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ہوا اور مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ نے جمعہ کی نماز پڑھا کر افتتاح کیا، یہ مسجد ابھی مخیر حضرات کے تعاون کی منتظر ہے۔

ننگر پارکر

تھر کو پسماندہ دیکھ کر قادیانیوں اور عیسائیوں نے اس علاقہ میں فلاحی کام کی آڑ میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں، قادیانیوں نے مٹھی میں ایک ہسپتال المہدی کے نام سے کھولا، لیکن مٹھی کے علماء کرام نے فوری تعاقب کیا اور اس ہسپتال کو قادیانیت کی تبلیغ میں کامیابی نہیں ہوئی، اس ناکامی کے بعد تھر کے دیہاتوں میں ڈسپنسری اور کمپیوٹر کورسز کے نام سے قادیانیوں نے اپنا الو سیدھا کرنا چاہا مگر اللہ کے فضل و کرم سے ننگر پارکر میں مسجد سلطہ اور مدرسہ الحق تعلیم القرآن قادیانیت کے لئے سدراہ ہیں۔ تھرپارکر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا خان محمد کندھانی ہر وقت اس علاقہ ضلع عمرکوٹ، ضلع مٹھی، ننگر پارکر میں جماعت کی طرف سے تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہیں۔

نبوت اور خدائی کا دعویٰ کرے گا اس نے بھی نبوت اور خدائی کا دعویٰ کیا، آخر میں مولانا نے فرمایا کہ میری تمام حضرات سے درخواست ہے کہ قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے، ہر ایک سے صلح ہو سکتی ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ سے صلح نہیں ہوسکتی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

اندرونِ سندھ کانفرنسوں کی مختصر رپورٹ

محمد فیاض مدنی

نواب شاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے زیر اہتمام ۸/ مارچ ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۹/صفر ۱۴۲۹ھ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب کبیر مسجد نزد ریلوے اسٹیشن میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر، بزرگ رہنما علامہ احمد میاں حمادی، وادیٔ سندھ کے مایہ ناز خطیب مولانا صبغت اللہ جوگی کنڈیارو، مولانا محمود الحسن جوگی نواب شاہ، مولانا راشد مدنی ٹنڈو آدم، مولانا عبدالرشید، مولانا حزب اللہ، مولانا مفتی غلام فرید خلیفۂ مجاز مولانا حکیم محمد اختر نے شرکت کی۔ مولانا اللہ وسایا نے اپنے خطاب میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے خروج پر مدلل اور عام فہم انداز میں احادیث کی روشنی میں گفتگو فرمائی اور فرمایا کہ مرزا قادیانی نے بھی مہدی اور مسیحیت کا دعویٰ کیا لیکن احادیث کی روشنی میں مرزا قادیانی نہ تو مہدی بن سکتا ہے اور نہ مسیح بن سکتا ہے، ہاں البتہ دجال کی علامات مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہیں کیونکہ وہ بھی اعور ہوگا اور یہ بھی اعور تھا، وہ بھی

نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا فیاض مدنی نے انجام دیئے، نعتیہ کلام محمد نعیم شاکر اور جناب حاجن شاہ نے پیش کیا اور تلاوت قاری امجد مدنی خطیب کبیر مسجد نے پیش کی۔

۹/ مارچ بروز اتوار صبح گیارہ بجے، نواب شاہ کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم کے اراکین کی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا فیاض مدنی کی معیت میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا تشریف لے گئے۔ وہاں جامعہ کے اساتذہ اور طلباء کرام نے شاندار استقبال کیا، مولانا نے طلباء کو قیمتی نصائح فرمائیں۔ مولانا نے جامعہ کے مدیر مولانا مفتی اکمل، مولانا مفتی یونس، مولانا عبدالرشید، مولانا ارشاد احمد حقانی اور دیگر اساتذہ کرام سے ملاقاتیں کیں اور جامعہ کا بھی دورہ کیا اور دعا فرمائی کہ اللہ رب العزت اس ادارے کو مزید ترقی عطا فرمائے۔

محراب پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کے زیر اہتمام ۹/ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار بعد نماز مغرب ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا صبغت اللہ جوگی، مناظر اسلام مولانا محمد قاسم سومرو، مولانا محمد فیاض مدنی، مولانا محمد

عیسیٰ عباسی، مولانا سعید اعوان، مولانا مفتی ولی اللہ، قاری عبدالحنان، مولانا اسلام الدین اور دیگر علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ مولانا اللہ وسایا نے اپنے خطاب میں کہا کہ لوگو! آئے روز دشمنانِ رسول گستاخانہ خاکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شائع کر کے یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمان کتنے غیرت مند ہیں۔ یاد رکھیں مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن آپ کی گستاخی برداشت نہیں کرسکتا انشاء اللہ آپ کا ہر امتی غازی علم الدین شہیدؒ اور عامر چیمہ شہیدؒ بن کر رہے گا۔ اس کانفرنس کے اسٹیج سیکریٹری مولانا عبدالصمد ہالیجوی تھے، نعتیہ کلام عاشق اظہر نے پیش کیا۔

۱۰/ مارچ بمطابق یکم ربیع الاول بروز سوموار بعد نماز ظہر مدرسہ انوار العلوم کنڈیارو کی جامع مسجد میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے عوام الناس اور طلباء کی کثیر تعداد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''الحمدللہ ہمارے اکابر نے جس فتنے کے خلاف سب سے زیادہ کام کیا وہ فتنہ قادیانیت ہے'' علامہ انور شاہ کشمیریؒ وفات سے چند دن پہلے جب بیمار ہوئے تو فرمایا کہ ''میری چار پائی دارالعلوم دیوبند لے چلو'' جب چار پائی دارالعلوم میں رکھی گئی تو حضرت شاہ صاحبؒ نے تمام طلباء کرام کو جمع کر کے فرمایا کہ: میں تمہیں ایک پیغام دینے کے لئے آیا ہوں، وہ پیغام یہ ہے کہ ''اس وقت سب سے خطرناک جو فتنہ ہے وہ قادیانیت کا فتنہ ہے، اس کے خلاف کام کرنا ہر ایک ساتھی کے ذمہ ہے اس کام کو نہیں چھوڑنا'' مولانا اللہ وسایا کے ہمراہ مولانا عبدالصمد اور مولانا محمد فیاض مدنی تھے۔

بھریا روڈ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھریا روڈ کے زیر اہتمام ۱۰/ مارچ بمطابق یکم ربیع الاول بروز سوموار بعد نماز مغرب مدرسہ انوار القرآن میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت قاری واحد دلاور نے اور نعتیہ کلام حاکم علی بھرٹ نے پیش کیا۔ مولانا خادم حسین کا بیان عشاء تک جاری رہا، بعد نماز عشاء مولانا عبدالہادی سونگی اور مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن نے خطاب کیا، آخری خطاب شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کا ہوا، مولانا نے کہا کہ جس طرح سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اسی طرح سب سے آخری نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپؐ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ لعنتی دجال ہوگا، چاہے وہ مسیلمہ کذاب ہو، اسود عنسی ہو یا قادیان کا ملعون مرزا قادیانی ہو، ہم آپؐ کے بعد کسی بدبخت ملعون کو نبی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

پنجابی کی دوسری کتاب سے متنازعہ عبارت تبدیل کردی گئی: مولوی فقیر محمد

فیصل آباد..... پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب نے پنجابی کی دوجی کتاب ترمیم شدہ برائے جماعت ہفتم میں متنازعہ قادیانی غیر مسلم عبارت ''اوس ویلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نوں وفات پائیاں پنج سو کہتر ورہے ہو چکے سن'' کو نئے تعلیمی سال برائے ۹-۲۰۰۸ء سے خارج کر کے نئی عبارت ''اوس ویلے عیسوی کیلنڈر دا پنج سو کہتر واں (۵۷۱) ورہا سی'' درج کردی گئی ہے، اس امر کی اطلاع پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کی نائیلہ صدف سبجیکٹ پنجابی اینڈ فزیکل ایجوکیشن نے ایک مراسلہ کے ذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد کو دی ہے، جنہوں نے ایک یادداشت کے ذریعہ وزیر اعظم پاکستان سے مطالبہ کیا تھا کہ پنجابی کی دوسری کتاب میں غیر مسلم قادیانی جماعت کی متنازعہ عبارت شامل کرنے والوں کے خلاف موثر کارروائی کی جائے اور متنازعہ عبارت کو موجودہ جاری کتاب سے حذف کردیا جائے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے جس پر پرائم منسٹر سیکریٹریٹ نے یہ کیس ضروری کارروائی کے لئے سیکریٹری تعلیم پنجاب کو ارسال کردیا تھا، جس پر عبارت تبدیل کردی گئی۔

تین قادیانیوں کا مولانا غلام مصطفیٰ کے ہاتھ پر قبول اسلام

چناب نگر..... مولانا غلام مصطفیٰ خطیب جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر نے جامع مسجد حضرت علیؓ موضع گھلوتراں والا کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ختم نبوت کے عنوان پر تفصیلی خطاب کیا اور عوام الناس کو قادیانیوں کے دجل وفریب سے آگاہ کیا۔ انہوں نے جامع مسجد موضع جودھ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور ساتھ ہی قادیانیوں کے دجل وفریب، ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دی، وہاں پر موجود تین قادیانیوں محمد اعظم، محمد آصف اور محمد صفدر نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا، علاقہ بھر سے آئے ہوئے مسلمانوں نے ان نومسلموں کو مبارکباد پیش کی اور جماعت کی خدمات کو سراہا۔ مولانا موصوف نے جامع مسجد تقویٰ چھنی قریشیاں، جامع مسجد بورے شریف کے سالانہ جلسوں سے بھی خطاب فرمایا۔ ضلع خوشاب کے جماعتی رفقاء سے ملاقاتیں کیں جوہرآباد کے علماء کرام کو خوشاب میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی اور شہر کی متعدد مساجد جامع مسجد بلاک نمبر ۱، جامع مسجد بلاک نمبر ۲، جامع مسجد و مدرسہ کاشف العلوم اور جامع مسجد نمرہ میں مولانا کے درس اور بیانات ہوئے، جس میں مولانا نے علماء کرام اور عوام الناس کو فیصل آباد میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں بھرپور انداز میں شرکت کرنے کی دعوت دی۔ جامع مسجد طلحہ منڈی بہاؤالدین میں سالانہ جلسہ کے موقع پر ختم نبوت کے عنوان پر تفصیلی خطاب کیا۔ چنیوٹ میں جامع مسجد اقصیٰ نزد عیدگاہ جھنگ روڈ اور شاہی جامع مسجد میں خطاب کیا۔ علماء کرام سے ملاقاتیں اور چنیوٹ میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔

نعتِ رسول مقبول

حنیف اسعدی

نہیں ان کے بعد کوئی نہیں

کوئی ان کے بعد نبی ہوا، نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا، نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں

کوئی ایسی ذات ہمہ صفت، کوئی ایسا نور ہمہ جہت
کوئی مصطفیٰ، کوئی مجتبیٰ، نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں

بجز ان کے رحمت ہر زماں، کوئی اور ہو تو بتایئے
نہیں ان سے پہلے کوئی نہ تھا، نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں

کسی ایسی ذات کا نام لو، جو ابھی بھی ہو جو اماں بھی ہو
یہ میرے یقیں کا ہے فیصلہ، نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں

یہ نگار خانۂ روز و شب، اسی مبتداء کی خبر ہے سب
مگر ایسا جلوہ حق نما، نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں

یہ سوال تھا کوئی اور بھی ہے گناہ گاروں کا آسرا
تو رواں رواں یہ پکار اٹھا، نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں

وہ قدم اٹھے تو بیک قدم ہمہ کائنات تھی زیر پا
یہ بلندیاں کوئی چھو سکا، نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں

Regd: SS:160

فرمانِ پیغمبر ہے — انا خاتم النبیین لا نبی بعدی — لا نبی بعدی

زیر صدارت: حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری

سالانہ ختم نبوت کانفرنس

تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس

11 اپریل 2008 جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء

بمقام: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

مناظر اسلام، ترجمان اہل حق وکیل صحابہ و اہلبیت
حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار تونسوی صاحب
سرپرست اعلیٰ تنظیم اہلسنت پاکستان

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب
امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

ولی ابن ولی حضرت مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

مفتی سعید احمد جلالپوری صاحب

قاری محمد حنیف جالندھری صاحب

افتخار احمد حقانی — ارشاد احمد صاحب — عبدالغفور حقانی — اللہ وسایا — عبدالکریم ندیم — عبدالماجد صدیقی — ظفر احمد قاسم

زبیر احمد صدیقی — محمد اسماعیل — محمد اسحاق ساقی — عبدالحکیم نعمانی — عبدالستار حیدری — محمد قاسم — عبدالرزاق (اوکاڑہ) — عبدالرشید غازی (مظفر گڑھ) — عبدالحق مجاہد (ملتان)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

061 4514122